عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | ۲۳ تا ۳۰ رجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مارچ ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۱۰

مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات

صحابہ کرامؓ نے عقیدۂ ختمِ نبوت کے لیے لازوال قربانیاں دیں

میٹروول سائٹ میں منعقدہ تحفظِ ختمِ نبوت سیمینار سے مولانا اللہ وسایا مد ظلہٗ کا خطاب

دین و وطن سے خیر خواہی کا تقاضا

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ہبہ کی گئی دکان کی تقسیم

س:......میری ایک دکان ہے جو پگڑی پر ۱۹۵۲ء سے میرے دادا کی تھی، ان کے انتقال کے بعد مذکورہ دکان میری دادی کے پاس آگئی، جو بعد میں میری دادی نے اپنے اکلوتے بیٹے (جو کہ میرے والد تھے) کو دی۔ میرے والد کا انتقال میری دادی کی حیات میں ہوا۔ ہم پانچ بھائی، دو بہنیں ہیں اور والدہ الحمدللہ! حیات ہیں۔ میری دادی اور میرے والد صاحب نے اپنی حیات میں زبانی طور پر روبرو اپنے رشتہ داروں کے کہا تھا کہ اس دکان میں آدھا حصہ میرا ہے اور بقایا آدھا حصہ دیگر اولاد کا ہے۔ اُن گواہوں میں سے دو افراد اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور ایک گواہ جو کہ میرے چچا ہیں، وہ بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں۔

اب بیس سال بعد میرے دو بھائی اس بات سے اختلاف کرتے ہیں کہ اس وقت والد صاحب نے یہ فیصلہ غلط کیا تھا اور دو بھائی والد صاحب کے اس فیصلے سے متفق ہیں اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ میں اس معاملے میں غیر جانبدار ہوں۔ چونکہ یہ فیصلہ جو تمہارے والد صاحب نے کیا تھا میں نے بھی اور رشتہ داروں کی زبانی سنا ہے۔ میرے لئے تمام اولادیں برابر ہیں۔ تم لوگ آپس میں فیصلہ کرلو، براہِ کرم بتایا جائے کہ دادی صاحبہ اور والد صاحب کے فیصلہ کی روشنی میں کیا کیا جائے؟

ج:......صورتِ مسؤلہ میں یہ دکان چونکہ ایک چھوٹے کیبن کی صورت میں ہے، اس کو مزید تقسیم کرنے سے یہ قابلِ منفعت نہیں ہوگی۔ لہٰذا ایسی صورت میں آپ کے والد کا نصف دکان بلاتقسیم کئے آپ کو ہبہ کرنا اور بقیہ نصف آپ کے بہن بھائیوں کو ہبہ کرنا درست ہوا اور آپ نے چونکہ قبضہ بھی لے لیا تھا، اس لئے یہ ہبہ تام اور مکمل ہوگیا۔ دکان کی کُل مالیت کا نصف آپ کا ہوگا اور باقی کا نصف دیگر بہن، بھائیوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ اس میں بیوہ کا حصہ نہیں ہے، کیونکہ یہ وراثت کی تقسیم نہیں ہے بلکہ یہ ہبہ کی تقسیم ہے جو والد نے زندگی میں ہی اولاد کو ہبہ کردی تھی اور قبضہ بھی دے دیا تھا۔

زکوٰۃ کی رقم کسی کو بطورِ قرض دینا

س:......میری والدہ نے اپنی زکوٰۃ نکال کر الگ کرکے اپنے پاس رکھ لی اور اس میں سے وہ ہر ماہ اپنے ایک ضرورت مند عزیز کو دے دیتی ہیں، یعنی ان کا مہینہ باندھا ہوا ہے۔ کیا اس طرح کرنا درست ہے؟ اب کسی نے ان کو کہا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم اپنے پاس نہیں رکھ سکتے، اس رقم کو گھر سے نکالنا ضروری ہے۔ اس لئے والدہ نے وہ رقم بینک میں رکھوادی، لیکن اس میں مشکل پیش آنے لگی تو والدہ نے اب بینک سے نکال کر میرے پاس رکھوائی ہے اور ہر ماہ اس میں سے لے کر ضرورت مند لوگوں کو دیتی ہیں۔ آپ سے معلوم کرنا ہے کہ کیا زکوٰۃ کی رقم گھر میں نہیں رکھ سکتے؟ اور دوسری بات یہ معلوم کرنی ہے کہ ہمارے پڑوسی ہیں وہ کچھ رقم بطورِ قرض مانگ رہے ہیں، میری والدہ نے کہا کہ اسی رقم میں سے دے دو جب وہ واپس کریں گے تو اس رقم میں دوبارہ ڈال دینا۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟

ج:......زکوٰۃ کی رقم نکالنے کے بعد جب تک مستحقین کو بطورِ ملکیت دی نہیں جاتی، اس وقت تک زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی اور یہ رقم آپ کی والدہ کی ملکیت رہے گی۔ لہٰذا اس رقم کو گھر سے نکالنا ضروری نہیں ہے، اسے وہ اپنے پاس رکھ سکتی ہیں اور ضرورت کے مطابق ہر ماہ اس میں سے مستحقین کو دینا بھی جائز ہے اور یہ رقم چونکہ آپ کی والدہ کی ہے، اس لئے ان کی اجازت سے آپ یہ رقم بطورِ قرض دے سکتی ہیں۔ لیکن جب تک یہ زکوٰۃ کی رقم مستحقین تک پہنچائی نہیں جاتی، اس وقت تک زکوٰۃ آپ کی والدہ کے ذمہ رہے گی، اس لئے اس کا مکمل حساب رکھنا بھی ضروری ہے تاکہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی کمی کوتاہی نہ رہ جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۴۰ — ۲۳تا۳۰؍رجب المرجب۱۴۴۲ھ مطابق ۸تا۱۵؍مارچ ۲۰۲۱ء — شمارہ:۱۰

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

دین ووطن کی خیرخواہی کا تقاضا	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات	۷	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
مولانا جالال پوری شہیدؒ کی ختم نبوت کیلئے خدمات	۹	مولانا محمد قاسم
صحابہ کرامؓ کی لازوال قربانیاں!	۱۳	رپورٹ: مولانا محمد شعیب کمال
سیرت پاک کے چند روشن ابواب....(۹)	۱۵	حافظ محمود راجا، سجاول
تحفظ ختم نبوت کورس	۱۸	رپورٹ: مولانا محمد کلیم اللہ نعمان
سیّدنا صدیق اکبرؓ اور واقعۂ ہجرت (۴)	۱۹	مفتی خالد محمود
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۳	ادارہ
فرزندی نعمان شہزاد بشیر کی وفات	۲۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

دین و وطن کی خیر خواہی کا تقاضا!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

بانیانِ پاکستان نے یہ ملک اور یہ خطہ کلمہ طیبہ اور اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا، ان کا ارادہ تھا کہ ایک ایسا ملک ہو، جس میں ہم مکمل اسلامی تعلیمات اور تمام اسلامی احکام پر عمل کر کے پوری دنیا کے سامنے اُسے اسلامی رول ماڈل کے طور پر پیش کر سکیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں بھی لکھا گیا کہ مملکت کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا، ملک میں کوئی قانون بھی خلافِ اسلام نہیں بنایا جائے گا اور موجودہ قوانین کو بھی قرآن وسنت کے قالب میں ڈھالا جائے گا، اس کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل کی گئی، دستور کے پالیسی اُصولوں میں بھی یہ نکتہ شامل ہے کہ حکومت قرآن مجید اور اسلامیات کی تعلیم لازمی قرار دینے کی کوشش کرے گی۔ لیکن ''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ'' ہر آنے والے نے ہمیشہ دینِ اسلام کے نفاذ میں نہ صرف یہ کہ پہلوتہی کی، بلکہ دینِ اسلام کے بارہ میں آئین میں درج دفعات کو بھی آئین سے نکالنے اور اُنہیں غیر مؤثر کرنے میں کوئی کسر اور کمی نہیں چھوڑی۔

لگتا یوں ہے کہ ہر حکومت اقتدار میں آنے سے پہلے استعمار سے یہ وعدہ کر کے آتی ہے کہ آئین میں موجود اسلامی شقیں خصوصاً ناموسِ رسالت کے تحفظ کے قانون کو تبدیل کرے گی، اگر تبدیل نہ ہوا تو اس کو غیر مؤثر تو ضرور کرے گی، یہی وجہ ہے کہ ہر حکومت اس قانون کو چھیڑنے کی کوشش کرتی ہے، لیکن جب عوامی ردِعمل سامنے آتا ہے تو پھر کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ ستم ظریفی دیکھئے! اگر کوئی مجرم جرم کرتا ہے تو ہر آدمی کو یہ اختیار ہے کہ وہ جائے اور تھانے میں اس کے خلاف ایف.آئی.آر کٹوا دے، لیکن اگر کوئی موہن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی یا قرآن کریم کی توہین کرتا ہے تو قانون بنایا گیا ہے کہ الزام لگانے والا پہلے ڈپٹی کمشنر یا کسی اور مجاز افسر کو درخواست دے، اگر متعلقہ افسر اس کی تصدیق کرے کہ واقعی اس جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے تو پھر الزام لگانے والا ایف. آئی . آر کٹوا سکتا ہے اور اس کی کارروائی آگے چل سکتی ہے، ورنہ نہیں۔

پاکستان میں کون سا ایسا جرم ہے کہ جس کی رپورٹ کے لئے ڈپٹی کمشنر یا کسی اور کی پیشگی منظوری کو شرط قرار دیا گیا ہو؟ قانونِ توہینِ رسالت کے جرم کو اس شرط کے ساتھ مشروط کرنا جہاں اس قانون کو غیر مؤثر کرنے کی غیر مرئی کوشش ہے، وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صریح غداری کے بھی مترادف ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس ملک میں صدر، وزیر اعظم یا کسی بڑے عہدے دار کی توہین دست اندازیٔ پولیس کے دائرے میں آتی ہے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو دست اندازیٔ پولیس کے دائرے سے نکال دیا گیا ہے اور اس پر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ بھی کیا جاتا ہے۔

توہینِ رسالت قانون کے ساتھ اس امتیازی سلوک کے باوجود امن پسند پاکستانی شہریوں نے ہمیشہ قانون کا دروازہ کھٹکھٹایا، اور توہینِ رسالت کے مرتکبین کو قانون کے حوالہ کیا، لیکن اس قانون پسندی کا جواب حکومتی حلقوں سے بار ہا یہ ملتا رہا کہ عدالتوں میں ان ملزمان پر توہینِ رسالت کا جرم ثابت ہونے کے باوجود حیلے بہانوں سے انہیں رہا کیا جاتا رہا، جس سے مجرموں کو اور زیادہ شہہ ملی اور ملک کے مختلف حصوں میں توہینِ رسالت کے واقعات پیش آنا شروع ہوگئے۔

پاکستان میں انٹرنیٹ کی سروس آنے کے بعد کچھ بدبختوں نے سوشل میڈیا میں بھی اپنے مختلف بلاگز اور پیجز بنا کر اس پر اسلام، قرآن، پیغمبر اسلام اور شعائر اللہ کی توہین و تنقیص کو اپنا معمول بنالیا، اس لئے اگست ۲۰۱۲ء میں حکومت نے پالیسی ہدایت نامہ جاری کیا کہ پاکستان میں انٹرنیٹ سے توہین آمیز اور فحش مواد بلاک کیا جائے اور کہا گیا کہ ملک میں انٹرنیٹ پر کھلے عام توہین آمیز اور فحش مواد کی موجودگی اسلام کی بنیادی تعلیمات، قراردادِ مقاصد اور آئین کے آرٹیکل ۱۹ اور ۳۱ کی خلاف ورزی ہے۔ پارلیمنٹ نے سائبر کرائم کی روک تھام کے لئے قانون بنایا کہ پی ٹی اے (پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی) اسلامی اقدار، قومی تشخص، ملکی سیکورٹی اور دفاع کے خلاف مواد بند کرنے کی پابند ہوگی اور اس کے تحت تین ماہ سے سال تک قید اور پچاس ہزار روپے سے لے کر پانچ کروڑ روپے تک جرمانے کی سزا بھی مقرر کی گئی ہے۔

اس قانون کے باوجود کچھ لوگوں نے پھر بھی توہین آمیز مواد پر مشتمل پیجز بنائے، جو ۲۰۱۴ء سے چل رہے تھے، جس میں اللہ تعالیٰ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، امہات المؤمنینؓ، اہلِ بیتؓ، صحابہ کرامؓ اور قرآن کریم کی شان میں گستاخیاں کی گئیں، ان دنوں پانچ بلاگرز لاپتہ ہوئے، سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر ایک طوفان کھڑا ہوا اور یہ کہا گیا کہ اس طرح اُن کا لاپتہ ہونا اظہارِ آزادی کے منافی ہے۔ ملحدین اور موم بتی مافیا نے کافی شور وغوغا کیا، اسی اثناء میں جب ان کے پیجز کو کھولا گیا تو وہ گستاخیوں اور توہین آمیز مواد سے لبریز تھے، اسی بنا پر محترم جناب حافظ احتشام صاحب نے ۳۱ر دسمبر ۲۰۱۷ء کو ڈائریکٹر سائبر کرائم کو درخواست دی، جس میں یہ استدعا کی گئی کہ سوشل میڈیا پر جاری گستاخانہ مہم کے خلاف فوری مقدمہ درج کر کے اس میں ملوث افراد کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے۔

اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 07/2017 اسلام آباد ہائی کورٹ کے حکم پر ۱۹ر مارچ ۲۰۱۷ء کو حافظ احتشام احمد صاحب کی مدعیت میں ایف. آئی. اے سائبر کرائم سرکل اسلام آباد میں درج کیا گیا۔

یہ مقدمہ تقریباً چار سال جاری رہا، درمیان میں وزارتِ داخلہ نے مداخلت بھی کی اور ایف. آئی. اے کو اس مقدمہ میں تیزی نہ دکھانے کا کہا گیا، جب یہ تمام رپورٹس سوشل میڈیا پر وائرل ہوئیں تو سلمان شاہد ایڈووکیٹ صاحب نے معروف قانون دان جناب طارق اسد ایڈووکیٹ صاحب کے ذریعہ ایک رٹ پٹیشن نمبر 739/2017 دائر کی، جس میں استدعا کی گئی کہ سوشل میڈیا پر مقدس ہستیوں کی شان میں جاری گستاخانہ مہم میں ملوث افراد کے خلاف ایف. آئی. اے سائبر کرائم سرکل اسلام آباد کی جانب سے شروع کی گئی تحقیقات پر وفاقی وزارتِ داخلہ کو اثر انداز نہ ہونے اور ایف. آئی. اے کو گستاخانہ مہم میں ملوث افراد کا فوری طور پر سراغ لگا کر انہیں قانون کی گرفت میں لانے کا حکم دیا جائے، اس رٹ پٹیشن کی سماعت جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب نے کی تھی اور اس پر چشم کشا ریمارکس بھی دیئے تھے۔

عدالت کے حکم پر پہلے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا، بعد میں اعلیٰ افسران، انٹیلی جنس ایجنسیز پر مشتمل جی. آئی. ٹی کی تحقیقات کے نتیجے میں آٹھ ملزمان مذکورہ مقدمے میں نامزد کئے گئے۔ چار ملزمان ناصر احمد سلطانی، عبدالوحید المعروف ایاز نظامی، رانا نعمان رفاقت اور پروفیسر انوار احمد گرفتار ہوگئے، جبکہ طیب سردار، راؤ قیصر شہزاد، فراز پرویز اور پرویز اقبال پاکستان سے فرار ہوگئے۔

ناصر احمد سلطانی بنیادی طور پر قادیانی ہے، ۲۰۱۲ء تک قادیانی جماعت کا مربی رہا، پھر اس نے مجدد، اس کے بعد مسیح موعود اور آخر میں نبوت کا دعویٰ کیا، فیس بک پر اس نے ایک آئی ڈی بنا رکھی تھی، جس میں نبوت کے دعویٰ کے علاوہ باقاعدہ اپنا کلمہ بنایا ہوا تھا، لیپ ٹاپ کے سامنے کھڑے ہو کر جمعہ کے خطبات پڑھتا تھا اور اپنی بیٹی کا رتبہ نعوذ باللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے برابر بتاتا تھا، یہ تمام ثبوت ایف. آئی. اے کو فراہم کئے گئے، جس کی بنا پر اس کو موت کی سزا سنائی گئی۔

اخبارات کے مطابق دوسرا مجرم عبدالوحید عرف ایاز نظامی کراچی کا رہائشی، جس نے دین اور دنیا دونوں تعلیم حاصل کی ہوئی ہیں، کراچی میں ملحدین و مرتدین کا صدر اور مسلمان نوجوانوں کو ملحد و مرتد بنانے پر مامور تھا، اس ملعون نے قرآن پاک کے مقابلہ میں کچھ ناپاک کلام بنا کر پڑھنے کی جسارت کی اور راجپال ملعون کی گستاخانہ کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا تھا، اس کے علاوہ اور کئی گستاخیاں سوشل میڈیا پر اپلوڈ کی تھیں۔ اس کو بھی اس جرم کے ثابت ہونے پر سزائے موت سنائی گئی۔

تیسرا مجرم نعمان عرف رفاقت ہے، یہ ایاز نظامی کا معاون تھا، اس کو بھی سزائے موت سنائی گئی۔

چوتھا مجرم پروفیسر انوار ہے جو گورنمنٹ اسلام آباد کالج میلوڈی کا پروفیسر تھا، وہ اپنی کلاس میں بلاناغہ توہین آمیز کلمات کہتا تھا، وہ دورانِ لیکچر اسلام، اللہ تعالیٰ اور قرآن کریم کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا، جس کے ثبوت بھی ایف. آئی. اے کو فراہم کردیئے گئے تھے۔ اس ملعون کو عدالت نے دس برس قید اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا سنائی ہے۔

سوشل میڈیا پر گستاخانہ مواد کی تشہیر کے مقدمے کے مدعی حافظ احتشام احمد صاحب کی جانب سے مقدمے کے متعلق تحریری دلائل، زیر حراست ملزمان کے بیانات کے متعلق جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی اور جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن کراچی کے فتاویٰ اور مقدمے کے حق میں اعلیٰ عدلیہ کے فیصلے بھی بطور نظیر حافظ ملک مظہر جاوید ایڈووکیٹ نے انسدادِ دہشت گردی عدالت اسلام آباد میں جمع کروائے۔ اس کے علاوہ ملزمان کی جانب سے سوشل میڈیا پر کی گئی گستاخیوں کے چند اسکرین شاٹس بھی بطور ثبوت منسلک کئے گئے۔ اس مقدمہ میں مجرمان کے خلاف صرف گواہوں پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ مجرموں کے خلاف دستاویزی ثبوت اور شواہد پیش کئے گئے، مجرمان سے برآمد ہونے والے الیکٹرونک ڈیوائسز کے فارنسک ٹیسٹ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ مذکورہ مجرمان توہینِ رسالت کے مرتکب ہوئے۔ یہ مقدمہ اس اعتبار سے بھی تاریخی ہے کہ یہ ایف. آئی. اے سائبر کرائم سرکل میں درج ہونے والا پہلا توہینِ رسالت کا مقدمہ ہے، جس میں جرم ثابت ہونے پر سزائے موت سنائی گئی۔ واضح رہے کہ انسدادِ دہشت گردی عدالت اسلام آباد کے فاضل جج راجہ جواد عباس حسن نے مذکورہ مقدمے کا فیصلہ ۱۵؍دسمبر کو محفوظ کیا تھا۔ چار سال مسلسل سماعتوں کے بعد ۸؍جنوری ۲۰۲۱ء کو انسدادِ دہشت گردی کی عدالت نمبر ایک کے معزز جج جناب جواد حسن صاحب نے فیصلہ سنایا، اس موقع پر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت اسلام آباد نے درج ذیل خبر اخبارات کو جاری کی:

”عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت اسلام آباد کے جنرل سیکریٹری مولانا عبدالوحید قاسمی کی جانب سے جاری کئے گئے بیان میں گزشتہ روز انسدادِ دہشت گردی عدالت اسلام آباد کی جانب سے توہینِ رسالت کے مرتکب تین مجرمان کو سزائے موت سنائے جانے کے فیصلے پر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ: انسدادِ دہشت گردی عدالت اسلام آباد کی جانب سے توہینِ رسالت کے مرتکب تین مجرمان ناصر احمد، عبدالوحید اور رانا نعمان رفاقت کو سزائے موت دینے کا فیصلہ قابلِ تحسین اور اُمتِ مسلمہ کی کامیابی ہے۔ ہم مدعیٔ مقدمہ حافظ احتشام احمد اور ان کے وکیل حافظ ملک مظہر جاوید ایڈووکیٹ کو توہینِ رسالت کے مذکورہ مقدمے کی بھرپور پیروی کرنے پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ بالخصوص اسلام آباد ہائیکورٹ کے سابق جسٹس شوکت عزیز صدیقی، جن کے تاریخی فیصلے کے نتیجے میں مذکورہ مقدمہ درج ہوا تھا اور انسدادِ دہشت گردی عدالت اسلام آباد کے فاضل جج راجہ جواد عباس حسن، جنہوں نے مذکورہ مقدمے کا میرٹ پر تاریخی فیصلہ سنایا، بھی خراجِ تحسین کے مستحق ہیں۔ عدالتی فیصلے کے نتیجے میں ثابت ہوگیا ہے کہ مذکورہ تینوں افراد توہینِ رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں، لہٰذا ہم اربابِ اقتدار سے مطالبہ کرتے ہیں کہ انسدادِ دہشت گردی عدالت اسلام آباد کی جانب سے جن تین مجرمان کو توہینِ رسالت کے جرم کے ارتکاب پر سزائے موت سنائی گئی ہے، انہیں تمام قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے فی الفور پھانسی کے پھندے پر لٹکایا جائے۔“

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

مسجد نبوی: جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے ایک ہجری میں مسجدِ قبا کی تعمیر کے بعد صحابہ کرامؓ کے ساتھ مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی۔ اس وقت مسجد نبوی ۱۰۵ فٹ لمبی اور ۹۰ فٹ چوڑی تھی۔ ہجرت کے ساتویں سال فتح خیبر کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی توسیع فرمائی۔ اس توسیع کے بعد مسجدِ نبوی کی لمبائی اور چوڑائی ۱۵۰ فٹ ہوگئی۔ حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمانوں کی تعداد میں جب غیر معمولی اضافہ ہوگیا اور مسجد ناکافی ثابت ہوئی تو ۱۷ھ میں مسجد نبوی کی توسیع کی گئی۔ ۲۹ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسجد نبوی کی توسیع کی گئی۔ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے ۸۸ھ تا ۹۱ھ میں مسجد نبوی کی غیر معمولی توسیع کی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ اموی اور عباسی دور میں مسجد نبوی کی متعدد توسیعات ہوئیں۔ ترکوں نے مسجد نبوی کی نئے سرے سے تعمیر کی، اس میں سرخ پتھر کا استعمال کیا گیا، مضبوطی اور خوبصورتی کے اعتبار سے ترکوں کی عقیدت مندی کی ناقابل فراموش یادگار آج بھی برقرار ہے۔ حج اور عمرہ کرنے والوں اور زائرین کی کثرت کی وجہ سے جب یہ توسیعات بھی ناکافی رہیں تو موجودہ سعودی حکومت نے قرب و جوار کی عمارتوں کو خرید کر اور انہیں منہدم کر کے عظیم الشان توسیع کی جو اب تک کی سب بڑی توسیع مانی جاتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کا سفر اختیار نہ کیا جائے مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میری اس مسجد میں نماز کا ثواب دیگر مساجد کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجد حرام کے۔ دوسری روایت میں پچاس ہزار نمازوں کے ثواب کا ذکر ہے۔ جس خلوص کے ساتھ وہاں نماز پڑھی جائے گی، اسی کے مطابق اجر وثواب ملے گا ان شاءاللہ۔“

حجرۂ مبارکہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری دس گیارہ سال مدینہ منورہ میں گزارے۔ ۸ ہجری میں فتح مکہ مکرمہ کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مبارک شہر کو اپنا مسکن بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضور کی تعلیمات کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہی آپ کو دفن کر دیا گیا، اسی حجرہ میں آپ کا انتقال بھی ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسی حجرہ میں مدفون ہیں۔ اسی حجرہ مبارکہ کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے۔ حجرۂ مبارکہ کے قبلہ رخ تین جالیاں ہیں جس میں دوسری جالی میں تین سوراخ ہیں، پہلے اور بڑے گولائی والے سوراخ کے سامنے آنے کا مطلب ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر سامنے ہے۔ دوسرے سوراخ کے سامنے آنے کا مطلب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر سامنے ہے اور تیسرے سوراخ کے سامنے آنے کا مطلب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر سامنے ہے۔

ریاض الجنۃ: قدیم مسجد نبوی میں منبر اور روضۂ اقدس کے درمیان جو جگہ ہے وہ ریاض الجنۃ کہلاتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ“ منبر اور روضۂ اقدس کے درمیان کی جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔ ریاض الجنۃ کی شناخت کے لئے یہاں سفید سنگ مرمر کے ستون ہیں۔ ان ستونوں کو اسطوانہ کہتے ہیں، ان ستونوں پر ان کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں۔ ریاض الجنۃ کے پورے حصہ میں جہاں سفید اور ہری قالینوں کا فرش ہے نمازیں ادا کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے، نیز قبولیت دعا کے لئے بھی خاص مقام ہے۔

اصحابِ صفہ کا چبوترہ: مسجد نبوی میں حجرۂ شریفہ کے پیچھے ایک چبوترہ بنا ہوا ہے۔ یہ وہ جگہ

ہے جہاں وہ مسکین و غریب صحابہ کرامؓ قیام فرماتے تھے جن کا نہ گھر تھا نہ در، اور جو دن ورات ذکر و تلاوت کرتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفیض ہوتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسی درس گاہ کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں۔ اصحاب صفہ کی تعداد کم اور زیادہ ہوتی رہتی تھی، کبھی کبھی ان کی تعداد ۸۰ تک پہنچ جاتی تھی۔ سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۲۸ انہیں اصحاب صفہ کے حق میں نازل ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ بیٹھنے کا حکم فرمایا۔

جنت البقیع (بقیع الغرقد): یہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے جو مسجد نبوی سے بہت تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے، اس میں بے شمار صحابہ (تقریباً ۱۰ ہزار) اور اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیاں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔

جبل اُحد (اُحد کا پہاڑ): مسجد نبوی سے تقریباً ۴ یا ۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر یہ مقدس پہاڑ واقع ہے۔ جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ" (اُحد کا پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم احد سے محبت رکھتے ہیں)۔ اسی پہاڑ کے دامن میں ۳ھ میں جنگ اُحد ہوئی، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت زخمی ہوئے اور تقریباً ۷۰ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے تھے۔ یہ سب شہداؑ اسی جگہ مدفون ہیں جس کا احاطہ کر دیا گیا ہے۔ اسی احاطہ کے بیچ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مدفون ہیں، آپ کی قبر کے برابر میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاص اہتمام سے یہاں تشریف لاتے تھے اور شہداؑ کو سلام ودعا سے نوازتے تھے۔

مسجدِ قبا: مسجد قبا مسجد نبوی سے تقریباً چار کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ مسلمانوں کی یہ سب سے پہلی مسجد ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو قبیلہ بن عوف کے پاس قیام فرمایا اور آپ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ خود اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى" یعنی وہ مسجد جس کی بنیاد اخلاص وتقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد مسجد قبا دنیا بھر کی تمام مساجد میں سب سے افضل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سوار ہو کر کبھی پیدل چل کر مسجد قبا تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے: "جو شخص (اپنے گھر سے) نکلے اور اس مسجد یعنی مسجد قبا میں آ کر (دو رکعت) نماز پڑھے تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔"

مسجدِ جمعہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اسی مسجد میں جمعہ ادا فرمایا تھا، یہ مسجد قبا کے قریب ہی واقع ہے۔

مسجدِ فتح (مسجد احزاب): یہ مسجد جبل سلع کے غربی کنارے پر اونچائی پر واقع تھی۔ غزوۂ خندق (احزاب) میں جب تمام کفار مدینہ منورہ پر مجتمع ہو کر چڑھ آئے تھے اور خندقیں کھودی گئیں تھیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ دعا فرمائی تھی، چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اس مسجد کے قریب کئی چھوٹی چھوٹی مسجدیں بنی ہوئی تھیں جو مسجد سلمان فارسی، مسجد ابوبکر، مسجد عمر اور مسجد علی کے نام سے مشہور ہیں۔ دراصل غزوۂ خندق کے موقع پر یہ ان حضرات کے پڑاؤ تھے جن کو محفوظ اور متعین کرنے کے لئے غالباً سب سے پہلے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مساجد کی شکل دی۔ یہ مقام مساجد خمسہ کے نام سے مشہور ہے۔ اب سعودی حکومت نے اس جگہ پر ایک بڑی عالی شان مسجد (مسجد خندق) کے نام سے تعمیر کی ہے۔

مسجدِ قبلتین: تحویل قبلہ کا حکم عصر کی نماز میں ہوا، ایک صحابی نے عصر کی نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی، پھر انصار کی جماعت پر ان کا گزر ہوا، وہ انصار صحابہ (مسجد قبلتین) میں بیت المقدس کی جانب نماز ادا کر رہے تھے، ان صحابی نے انصار صحابہ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو دوبارہ قبلہ بنا دیا ہے، اس خبر کو سنتے ہی صحابہ کرامؓ نے نماز ہی کی حالت میں خانہ کعبہ کی طرف رخ کر لیا۔ کیونکہ اس مسجد (قبلتین) میں ایک نماز دو قبلوں کی طرف ادا کی گئی، اس لئے اسے مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ تحویل قبلہ کی آیت اسی مسجد میں نماز پڑھتے وقت نازل ہوئی تھی۔

مسجدِ اُبی بن کعب: یہ مسجد جنت البقیع کے متصل ہے، اس جگہ زمانہ نبوی کے مشہور قاری حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اکثر تشریف لاتے اور نماز پڑھتے تھے، نیز حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن سنتے اور سناتے تھے۔ ☆☆

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی

تحفظ ختم نبوت کے لئے خدمات

مولانا محمد قاسم، کراچی

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی تکمیل اور انسانیت پر اپنے انعام کا اتمام یوں فرمایا کہ رہتی دنیا تک ''اسلام'' کو بطور دین پسند فرمایا۔ اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''خاتم النبیین'' کے منصب پر فائز فرمایا اور اپنی آخری کتاب ''قرآن کریم'' کو تمام جہاں والوں کے لئے باعث ہدایت قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح اعلان فرما دیا کہ ''اسلام'' کے سوا کسی اور دین کی چاہت ناقابل قبول ہے اور یہ آخرت میں خسران کا سبب بھی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اسلام اور اپنی کتاب قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اپنے پیغمبر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے نبی و رسول نہ بنائے جانے کا اظہار بھی فرمادیا ہے۔ اس سلسلہ میں چند آیات کریمہ ملاحظہ ہوں۔

''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔'' (المائدۃ:۳)

ترجمہ: ''آج کے دن میں نے کامل کر دیا ہے تمہارے لئے تمہارے دین کو اور میں نے پوری کردی ہے تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین۔''

''وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْآخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔'' (آل عمران:۸۵)

ترجمہ: ''اور جو شخص طلب کرے گا اسلام کے سوا اور کسی دوسرے دین کو تو ہرگز نہ قبول کیا جائے گا وہ دین اس سے اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔''

''مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔'' (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: ''نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے لیکن اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور حفاظت و صیانت کے لئے امت مسلمہ کے ایسے رجال کار اور انبیائے کرام علیہم السلام کے وارثین کو منتخب فرمالیا اور آج تک ان سے کام لے رہے ہیں اور آگے بھی لیتے رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''لَایَزَالُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَغْرِسُ فِیْ ھٰذَا الدِّیْنِ غَرْسًا یَسْتَعْمِلُھُمْ فِیْ طَاعَتِہٖ۔'' (سنن ابن ماجہ ص:۳، ط: نور محمد)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اس دین کی حفاظت وصیانت اور اشاعت وترویج کے لئے پودے لگاتے رہیں گے اور ان کو اپنے دین کے کاموں میں استعمال فرماتے رہیں گے۔''

اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو اب تک اس ارشاد نبوی کی کرنوں سے یہ جہاں جگمگاتا نظر آتا رہا ہے اور خدا کے حکم سے آئندہ بھی یوں ہی منور رہے گا۔ زمانہ بعید وقریب میں ایسے علماء ربانیین کی کمی نہیں رہی جو اپنے وقت، اپنے مال، اپنے خون پسینے اور حتی کہ اپنی جانوں سے بھی گلستانِ اسلام کی نگہبانی فرماتے رہے اور ہر اس دشمن دین کی راہ میں خار بن گئے جو اس گلشن کو اجاڑنے کے درپے تھا۔ خصوصاً برصغیر پاک وہند میں علماء کرام کی ایسی کھیپ تیار ہوئی ہے، جس نے غیر منقسم ہندوستان اور پھر انڈیا، پاکستان اور بنگلہ دیش میں اسلام کی بنیاد ''عقیدہ ختم نبوت'' کی پاسبانی کی اور پھر یہاں سے باہر نکل کر عرب دنیا، یورپ اور امریکا وافریقا تک گھوم پھر کر اپنا یہ فریضہ ادا کرتے رہے۔

عقیدۂ ختم نبوت پر سب سے پہلا ڈاکا اسود عنسی نے ڈالا، جس کی سرکوبی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی، دوسرا حملہ مسیلمہ کذاب نے کیا، جس کے خلاف سیّدنا ابوبکر صدیقؓ نے جنگ یمامہ لڑی۔ اصحاب رسولؐ کے ان کارناموں کا اثر یہ ہوا کہ طلیحہ اسدی اور سجاح

بنت حارث ایسے جھوٹے مدعیان نبوت تائب ہوگئے اور یوں اسلام کا قلعہ ان سارقوں کی نقب زنی سے محفوظ ہوگیا۔ خلافت راشدہ کے بعد بنوامیہ اور بنو عباس کے ادوار میں بھی بلکہ مسلمانوں کے مختلف ادوار حکومت میں حتی کہ سلطنت عثمانیہ تک امت مسلمہ نے اس عقیدہ پر ایسا پہرہ دیا کہ کبھی جھوٹے مدعیانِ نبوت کا فتنہ باقی نہ رہنے دیا گیا اور خدا کی زمین خدا کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منکروں سے پاک کی جاتی رہی۔ تا آنکہ سرزمین ہند پر وہ منحوس گھڑی آئی جب یہاں قادیان کے ایک کانے دجال مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی سلطنت کی آشیرباد سے اپنے جھوٹے دعویٰ نبوت کی نیو اٹھائی اور انگریز کے زیر سایہ اسے پروان چڑھانے لگا، تب اللہ تعالیٰ کی توفیق وعنایت سے مشرقی پنجاب کے علاقہ لدھیانہ سے محافظین ختم نبوت کے لشکر کا مقدمۃ الجیش اٹھا اور علمائے لدھیانہ کے اس طائفہ نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو ان کے کفریہ عقائد ونظریات کی بناپر اسلام سے خارج بتلا کر مسلمانانِ ہند کے ایمانوں کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ ان کے بعد اکابرین دیوبند اور دیگر مکاتب فکر کے علما نے اس ارتداد کے سیلاب کو روکنے کے لئے اس کے آگے بند باندھا اور اپنے فتاویٰ، تحریروں، لٹریچر، کتابوں اور مواعظ و بیانات کے ذریعہ مسلمانانِ ہند کا ایمان بچائے رکھا۔

فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے مجلس احرار اسلام نے امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں سب سے پہلے جماعتی سطح پر کوششیں شروع کیں اور اسٹیج و جلسوں سے نہ صرف انہیں للکارا بلکہ اس فتنہ کی چیخیں نکلوادیں۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد قادیانی فتنہ نے پاکستان کی سرزمین کو اپنے حق میں ہموار سمجھتے ہوئے یہاں کی راہ لی اور اس ملک کو اپنے کفر و ارتداد کا اڈا بنانا چاہا، جس کے خلاف اسلامیانِ پاکستان نے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں تین تحریکیں چلاکر نہ صرف یہ کہ قادیانیوں کو آئین پاکستان کے تحت غیر مسلم قرار دلوادیا، بلکہ ان کی ہر طرح کی ارتدادی سرگرمیوں پر بھی قدغن لگوادی اور یوں پاکستان نے اس مسئلہ کو سیاسی طور پر حل کیا، جس پر پاکستان کی مذہبی و سیاسی جماعتیں خصوصاً مجلس احرار اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، جماعت اسلامی اور پاکستان پیپلز پارٹی اور تمام مکاتب فکر (دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث، شیعہ) خراج تحسین کے مستحق ہیں۔

آئین پاکستان میں قادیانیوں کی حیثیت متعین ہوجانے کے بعد یہ فتنہ زیر زمین چلا گیا اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سازشوں میں روز بروز اضافہ ہونے لگا، چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین، علماء کرام اور مبلغین نے اس فتنہ کے تعاقب میں اپنی کاوشیں بڑھادیں اور علماء کی ایک ایسی جماعت تیار ہوئی جس نے بالخصوص تقریر وتحریر کے شعبہ میں قادیانیت کا ناطقہ بند کردیا۔ تقریر وتحریر کے اس شعبہ میں علماء کرام کے سرخیل شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ تھے، جن کی اس باب میں خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اور یہ ایک مستقل عنوان کی محتاج ہیں۔ حضرت شہید اسلام کی تیار کردہ اور صحبت یافتہ جماعت کے ایک فرد اور رکن رکین ”حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ“ ہیں، جو بعد میں آپؒ کے علم وقلم کے وارث اور زبان و بیان کے ترجمان ٹھہرے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی دین اسلام کے لئے خدمات ہمہ جہت اور مختلف النوع ہیں، لیکن ردِ قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ ایسے ہی آپؒ کے خلیفہ و جانشین حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ نے اپنے شیخ ومرشد کے رنگ میں خود کو پوری طرح رنگ لیا اور ہر شعبۂ دین میں اپنا حصہ شامل کرنے لگے، مگر تحفظ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے لئے آپ نے خود کو مکمل طور پر وقف کردیا تھا، حتی کہ جان بھی اسی مقدس محاذ پر لڑتے ہوئے قربان کردی۔ آج ”حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی تحفظ ختم نبوت کے لئے خدمات“ اس تحریر کا باعث ہے۔

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

سن ۱۹۵۵ء کے لگ بھگ صوبہ پنجاب کے ایک علاقہ جلال پور پیروالا میں جناب جام شوق محمدؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ اور مولانا محمد موسیٰ جلال پوریؒ کے خلیفہ مجاز اور سلسلۂ نقشبندیہ کے صاحب نسبت بزرگ تھے۔ قرآن کریم کی تعلیم آبائی علاقہ اور بعد ازاں درس نظامی کے مختلف درجات کی تعلیم پنجاب کے مختلف مدارس میں حاصل کی۔ ۱۹۷۶ء میں دورۂ حدیث شریف کے لئے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں داخلہ لیا اور محدث عصر، فاتح قادیانیت، قائد تحریک ختم نبوت، امیر پنجم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضرت اقدس علامہ سیّد محمد یوسف بنوری

قدس سرہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا شرف پایا۔ یہاں سے فاتحۂ فراغ پڑھنے کے بعد عصری تعلیم کی طرف توجہ دی اور میٹرک اور عربی فاضل وغیرہ کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد آپؒ نے جب عملی میدان میں قدم رکھا تو روز اول ہی سے تحفظ ختم نبوت کے ساتھ وابستہ ہوگئے۔ اس کی روداد حضرت جلال پوری شہیدؒ ’’اپنی خودنوشت سوانح‘‘ میں قلم بند فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

’’مئی ۱۹۸۰ء میں میٹرک کے امتحان سے فارغ ہوا، چونکہ تبلیغی کالج کے دوران حضرت مولانا منظور احمد الحسینی مدظلہ سے کسی قدر آشنائی اور دوستی ہوگئی تھی، انہوں نے مجھے ختم نبوت کے کام کے معاون کے طور پر حضرت اقدس حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کیا اور قادیانی روزنامہ ’’الفضل‘‘ کے مطالعہ پر لگادیا۔۔۔۔ چند ماہ بعد ختم نبوت دفتر (سائرہ مینشن بالمقابل ریڈیو پاکستان) کی ذمہ داری سپرد کی گئی۔‘‘

(ماہنامہ بینات، شہید ناموس رسالت نمبر، ص:۴۵)

جناب الحاج عبداللطیف طاہر صاحب زیدمجدہم بتاتے ہیں کہ: اس زمانہ میں حضرت جلال پوری شہیدؒ قادیانی اخبار ’’الفضل‘‘ کا مطالعہ کرکے قادیانیوں کے نت نئے اعتراضات نشان زد کرتے تھے اور پھر انہیں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ حضرت شہیدؒ ان کا بغور مطالعہ فرما کر قادیانی اعتراضات کے جوابات تحریر فرماتے تھے جو ہفت روزہ ختم نبوت میں ’’تازہ بہ تازہ، نو بہ نو‘‘ کے عنوان کے تحت مستقل سلسلہ وار چھپا کرتے تھے۔

یہ حضرت جلال پوری شہیدؒ کی خدمات ختم نبوت کا آغاز تھا۔ اس کے بعد آپؒ نے دیگر مختلف مصروفیات کے علاوہ تحریری میدان میں قادیانیت کا تعاقب شروع کیا۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی زندگی میں آپؒ نے از خود اپنے آپ کو پیچھے رکھا اور ہمیشہ اپنے شیخ و مرشد کی خدمت ہی کو حرز جان سمجھا۔ اپنے شیخ و مرشد کی موجودگی میں غیرملکی اسفار، جلسے اور اسٹیج پر وعظ و تقریر وغیرہ سے آپؒ ہمیشہ بچتے ہی رہے کیونکہ بقول آپ کے: ’’میں اپنے شیخ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی موجودگی میں تقریر تو دور کی بات ہے، ان کی موجودگی میں ان کے ادب، رعب، جلال اور عظمت و ہیبت کی وجہ سے عام گفتگو بھی نہ کرپاتا تھا۔‘‘

اس سب کے باوصف مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ نے آپ پر زور دیا کہ آپ تحفظ ختم نبوت کے لئے غیرملکی اسفار اور جلسوں میں بیانات کے لئے بھی وقت عنایت فرمایا کریں۔ چنانچہ حضرت جلال پوری شہیدؒ ان بزرگوں کے اصرار اور اپنے انکار اور پھر اپنے شیخ و مرشد کی اجازت و حکم کی دلچسپ داستان سناتے ہیں:

’’۱۹۸۴ء میں قادیانی دسیسہ کاریوں کے ردعمل میں تحریک چلی اور اس کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا تو مرزائیوں نے اپنا ہیڈکوارٹر انگلینڈ منتقل کردیا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر نے ان کے تعاقب میں برطانیہ کا رخ کیا اور وہاں دفتر ختم نبوت کے قیام کے علاوہ ہر سال برطانیہ میں ایک کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ ہوا۔

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اس کانفرنس کے روح رواں ٹھہرے، سالانہ ختم نبوت کانفرنس پہلے ویمبلے ہال لندن اور پھر جامع مسجد برمنگھم میں باقاعدگی سے منعقد ہونے لگی۔

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ہر سال اس سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے، چوں کہ راقم الحروف اسٹیج، جلسہ اور وعظ و تقریر کا آدمی نہیں ہے اور نہ ہی مجھے تقریر کرنا آتی ہے، اس لئے میں نے کبھی کسی جلسہ میں شرکت یا اس میں تقریر کا سوچا ہی نہیں تھا، مگر جیسے ہی میں مدرسہ کی ذمہ داریوں اور امامت و خطابت کی پابندیوں سے آزاد ہوا تو مولانا منظور احمد الحسینیؒ نے خواہش ظاہر کی کہ اس سال میں ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت کے لئے آؤں۔ میں نے صاف انکار کردیا، میرا یہ انکار یوں بھی ضروری تھا کہ میں اپنے شیخ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی موجودگی میں تقریر تو دور کی بات ہے، ان کی موجودگی میں ان کے ادب، رعب، جلال اور عظمت و ہیبت کی وجہ سے عام گفتگو بھی نہ کر پاتا تھا، اس لئے میں نے صاف انکار کردیا۔

مولانا منظور احمد الحسینیؒ نے حضرت لدھیانوی شہیدؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ سے میرے بارہ میں یہی درخواست دہرائی اور انہوں نے مجھے حکم فرمایا تو میں ان کے حکم سے سرتابی نہ کرسکا۔ یوں میں تقریباً ہر سال ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

میں شرکت کے لئے جانے لگا۔“

(بینات، شہید ناموس رسالت نمبر، ص:۶۸)

اسفار اور بیانات کے باب میں آپ کی خدمات کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ بھی قادیانیت کے تحریری تعاقب کی طرح تاشہادت جاری رہا۔ اس سلسلہ میں آپ نے اندرون و بیرون ملک بے شمار اسفار کئے۔ آپ کے بیرون ملک کے اسفار میں انگلینڈ کے شہر برمنگھم میں ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس سرفہرست ہے، جس کی تیاری کے لئے آپ کانفرنس سے پہلے انگلینڈ پہنچ کر مختلف مساجد میں بیانات واعلانات کے ذریعہ مسلمانوں کو متوجہ کرتے اور پھر کانفرنس میں خود بھی شرکت کر کے وہاں بیان کرتے۔ آپ تادم شہادت اس کانفرنس میں شرکت فرماتے رہے۔ یہ کانفرنس اور اس کی تیاری کے لئے آپ کی جدوجہد کی ایک جھلک مخدوم جناب محمد وسیم غزالی کے ۲۰۰۸ء کے سفر نامہ میں نظر آتی ہے، جس کے مطابق حضرت جلال پوری شہیدؒ اس کانفرنس سے پانچ روز پہلے برمنگھم پہنچ گئے اور ان دنوں میں آپ نے مختلف مساجد میں تشریف لے جاکر وہاں ختم نبوت پر بیانات فرمائے۔ ان بیانات میں آپ بڑے درد کے ساتھ فرماتے تھے: ”میں آپ لوگوں سے کوئی چندہ یا فنڈ مانگنے نہیں آیا، میں تو صرف آپ سے آپ کا کچھ وقت اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لینے آیا ہوں۔ آپ حضرات دیکھ رہے ہیں کہ قادیانی فتنہ نے انگلینڈ میں کس طرح اپنی سرگرمیوں کو تیز کیا ہوا ہے، وہ آپ اور آپ کی اولادوں کو بازاروں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں کس طرح گمراہ کررہے ہیں، اگر آج آپ نے اپنی نسل کی حفاظت نہیں کی تو کل آخرت میں یہ آپ کا گریبان پکڑ کر آپ سے پوچھے گی کہ آپ نے ہمیں اس فتنہ سے کیوں نہیں بچایا؟“ یوں آپ متاثر کن انداز میں لوگوں کا ایمان جھنجھوڑتے اور انہیں کانفرنس میں شرکت پر آمادہ کرتے، پھر جب کانفرنس کا دن آتا تو پنڈال مجمع عام سے بھرا ہوتا تھا اور مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کی بھی ایک بڑی تعداد باپردہ شرکت کرتی تھی۔ (برمنگھم کی اس سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے لئے مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور مولانا منظور احمد الحسینیؒ جان جوکھوں میں ڈال کر اوران تھک محنت کیا کرتے تھے، حضرت جلال پوری شہیدؒ اپنے رفقاء کی اس محنت کی قدردانی تاعمر کرتے رہے) اس کفرستان میں آج جہاں قادیانی اپنا کفر کا اڈا بناکر مسلمانوں کا ایمان خریدنے اور اپنا کفر و زندقہ بیچنے کی تدبیریں کیا کرتے ہیں، حضرت جلال پوری شہیدؒ کی یہ خدمات اس ارتداد کے مقابل بند کا کام دیا کرتی تھیں۔

آپ کے دیگر اسفار میں ازبکستان کے شہر تاشقند کا سفر بہت اہمیت کا حامل ہے، اس سفر کا باعث کیا ہوا؟ اس کی روداد حضرت شہیدؒ کی زبانی پڑھتے ہیں:

”جہادِ افغانستان کی برکت سے سپر طاقت روس شکست وریخت کا شکار ہوا، وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کو آزادی نصیب ہوئی، وہاں کے مسلمانوں کی ہمدردی اور ان کو قادیانی تسلط سے بچانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے ان ریاستوں کا دورہ کیا، وہاں جاکر معلوم ہوا کہ وہاں قرآن کریم کی ضرورت ہے، چناں چہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے پانچ لاکھ قرآن کریم طبع کرواکر ان ریاستوں میں تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا، اس منصوبہ کی تکمیل کی ذمہ داری حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کو سونپی گئی، انہوں نے طے کیا کہ پاکستان سے قرآن کریم بھیجنے میں چوں کہ مصارف زیادہ آئیں گے، اس لئے ان ریاستوں میں ہی قرآن کریم کی اشاعت و تقسیم کا کام سرانجام دیا جائے۔

ازبکستان کے شہر تاشقند کے ایک خداترس دین دار بزرگ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی اور تاج کمپنی کے مطبوعہ قرآن کا عکس لے کر شائع کرنے کا پروگرام بنا، مگر از روئے احتیاط یہ بھی طے ہوا کہ قرآن کریم کی طباعت سے پیشتر اس کے عکس اور کاپیوں کی چیکنگ کے بعد طباعت کا مرحلہ شروع ہوگا۔ چناں چہ مفتی محمد جمیل خانؒ نے حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی قیادت سے اجازت لے کر میرے سفر تاشقند کی ترتیب بنائی۔ یوں رفیق محترم جناب قاری فیض اللہ چترالی کی معیت میں رمضان ۱۴۱۴ھ میں تقریباً ایک ہفتہ تاشقند میں رہ کر عکس اور کاپیوں میں اغلاط کی نشان دہی اور تصحیح کی سعادت میرے حصہ میں آئی، اور اس سفر میں حضرت قثم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خواجہ عبیداللہ احرار اور امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری نوراللہ مرقدہم کی قبور کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔“

(بینات، شہید ناموس رسالت نمبر، ص:۶۹)

(جاری ہے)

صحابہ کرامؓ نے عقیدۂ ختم نبوت کے لئے لازوال قربانیاں دیں: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

میٹروول سائٹ میں منعقدہ تحفظ ختم نبوت سیمینار سے خطاب

رپورٹ: مولانا محمد شعیب کمال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی ضلع غربی کے زیر اہتمام ۲۱رفروری ۲۰۲۱ء بروز اتوار شام ۵ بجے سے رات ۸ بجے تک میٹروول سائٹ میں واقع خیبرفورٹ بینکوئٹ میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد کیا گیا۔ آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا اور تلاوت کی سعادت قاری خلیل صاحب نے حاصل کی۔ مولانا عثمان شاکر نے ترانۂ ختم نبوت پیش کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راقم الحروف (محمد شعیب کمال مسؤل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی) نے ادا کئے بندہ نے سیمینار کی غرض وغایت بیان کی اور معزز مہمانوں کی تشریف آوری پر تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کیا۔ ابتدا میں نوجوان فاضل مولانا احمد عمر قادری نے اسکولوں اور کالجوں میں ختم نبوت کے حوالہ سے کام کو فروغ دینے اور نوجوانوں میں اسلامی عقائد ونظریات سے روشناس کرانے کی ضرورت کا احساس دلایا تا کہ نئی نسل کو کوئی بدبخت گمراہ نہ کر سکے۔

اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر اور سندھ ہائی کورٹ کے ایڈووکیٹ جناب منظور احمد میو صاحب نے سامعین سے خطاب کرتے ہوئے آئین پاکستان میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کی آئینی حیثیت پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی اور اپنی وکلاء برادری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کی دعوت دی۔ بعدازاں مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے بیان میں حاضرین کے سامنے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف پیش کیا۔ قادیانیت کے تعاقب کے بارہ میں کی گئی کوششوں اور تابناک کردار پر مفصل گفتگو کی۔ انہوں نے حاضرین کو بتایا کہ ہمارے اکابرین نے قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ اور ۱۹۸۴ء میں ختم نبوت کی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا اور قربانیوں کی لازوال داستانیں رقم کر کے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا۔

راقم نے شرکائے سیمینار کے سامنے پروجیکٹر کے ذریعے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی موجودہ خدمات اور سرگرمیوں کی مکمل تفصیل بھی پیش کی۔ اسی دوران حاضرین سے فیڈ بیک فارم بھی بھروائے گئے، جس میں حاضرین کی معلومات، پروگرام سے متعلق ان کی رائے معلوم کی گئی تھی۔ نیز یہ کہ ختم نبوت کاز میں عملاً حصہ لینے کے لئے ختم نبوت کی جاری سرگرمیوں میں سے کون سی سرگرمی سے وابستہ ہونا پسند کریں گے؟ اکثر حضرات نے اس کام میں گہری دلچسپی لیتے ہوئے فارم بھر کر جمع کرائے۔

آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کلیدی خطاب فرمایا۔ انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب مسیلمہ کذاب نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تو امیرالمومنین سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف لشکر کشی کی اس جنگ میں بارہ سو صحابہ کرامؓ وتابعینؒ شہید ہوئے، جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ و عالم تھے، جبکہ ۷۰ بدری صحابہ کرامؓ بھی شامل تھے۔ میں دیکھتا ہوں کہ دورِ نبوت کے ۲۳ سالوں میں پورے دین کی حفاظت کے لئے ۲۵۹ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے ہیں جبکہ عقیدۂ ختم نبوت کے لئے لڑی جانے والی ایک جنگ، جنگ یمامہ میں بارہ سو صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے لازوال قربانیاں دی ہیں۔ اس سے عقیدہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اپنے شعبوں میں رہتے ہوئے اس عقیدے کا تحفظ کریں۔ جس طرح ہمارے اکابرین نے اتحاد واتفاق اور مشترکہ جدوجہد کے نتیجہ میں اسلامی قوانین پاس کروائے۔ ہم بھی ان

قوانین کی اور اس عقیدے کی حفاظت کے لئے اپنا موثر کردار ادا کریں۔

سیمینار میں اورنگی ٹاؤن، میٹروول، گلشن اقبال، فیڈرل بی ایریا، بلدیہ ٹاؤن، کیماڑی، شیرشاہ، لسبیلہ، قصبہ کالونی، نارتھ کراچی، ناظم آباد اور لانڈھی سے بڑی تعداد میں ڈاکٹرز، وکلاء، اسکول کے پرنسپل، تاجر حضرات، صحافی برادری، سوشل میڈیا ایکٹویٹ اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے معززین شریک ہوئے۔

علاوہ ازیں الائنس آف پرائیویٹ ایسوسی ایشن سندھ کے جناب علیم قریشی، جناب حنیف جدون، آل پرائیویٹ اسکولز منیجمنٹ ایسوسی ایشن سندھ کے جناب طارق شاہ، جناب عبدالسمیع، پیپلز پارٹی ڈسٹرکٹ ویسٹ کے جنرل سیکریٹری، محترم علی احمد جان، دارالصحت ہسپتال کے روح رواں محترم ڈاکٹر ہاشم، الائیڈ اسکول کے جناب معراج صدیقی، اورنگی کے معروف صحافی جناب نوازش علی اور سوشل میڈیا ایکٹویٹ شہنشاہ سمیت علاقہ بھر کے معزز حضرات نے شرکت کی۔

شرکائے سیمینار نے ایسے پروگراموں کی افادیت اور اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے مجلس کے ذمہ داران کی کوششوں کو سراہا اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ اورنگی ٹاؤن اور سائٹ کے کارکنان نے مولانا مشتاق احمد شاہ، مولانا محمد وسیم اور مولانا محمد کی نگرانی میں اس سیمینار کی تیاری میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کی کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین۔

☆☆.................☆☆

مولانا سیف الدین سیف رحمہ اللہ کی رحلت

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کے شیدائی تھے

مولانا سیف الدین سیف عباس پور راولا کوٹ آزاد کشمیر کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۴۱ء میں پیدائش ہوئی۔ اسکول کی تعلیم کاکول اکیڈمی قلندر آباد ایبٹ آباد سے حاصل کی۔ ایبٹ آباد کی الیاسی مسجد میں مولانا محمد نواز خان سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ جامعہ حنفیہ جہلم میں حضرت مولانا قاضی عبداللطیفؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ جامعہ عربیہ گوجرانوالہ کے بانی تلمیذ علامہ انور شاہ کشمیریؒ حضرت مولانا محمد چراغؒ سے کچھ عرصہ علم حاصل کرتے رہے، اکثر کتب جامعہ مدنیہ کریم پارک میں حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ اور دیگر اساتذہ کرام سے پڑھیں، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا۔ اس وقت جامعہ میں شیخین (حضرت مولانا رسول خانؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ) کا طوطی بولتا تھا، ان حضرات کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور قرآن وحدیث کی انوار و برکات حاصل کیں۔ حضرت مولانا رسول خانؒ کے حکم پر ''انجمن طالب حق'' قائم کی اور اس کا مرکز جامع مسجد رضوان گلبرگ لاہور کو بنایا۔ لاہور گلبرگ میں پونے تین کنال زمین خرید کرکے جامع مسجد رضوان، فردوس مارکیٹ میں قائم کی۔ جمعیت علماء اسلام سے وابستہ ہوگئے۔ کئی سال جمعیت لاہور کے کنوینر اور امیر بھی رہے۔ ایم آر ڈی کے دور میں جب قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کا نام لینا پنجاب میں گناہ سمجھا جاتا تھا، سینہ تان کر مولانا کے ساتھ کھڑے ہوئے اور کسی ایک قومی الیکشن میں بھی جمعیت علماء اسلام کی طرف سے اور جمعیت کے نشان پر کھڑے ہوئے۔ راقم ۱۹۹۰ء میں لاہور مبلغ کی حیثیت سے آیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام اجلاسوں اور جلسوں میں جمعیت کی نمائندگی فرماتے اور بڑی جرأت مندی اور بہادری کے ساتھ گفتگو فرماتے۔ مجلس نے یوسف کذاب کے خلاف کیس کیا تو اس کیس میں وہ مجلس کے شانہ بشانہ رہے۔ ہر سال راقم ان کی مسجد میں درس کے لئے حاضر ہوتا۔ درس میں نہ صرف شریک ہوتے بلکہ بھرپور تائید فرماتے۔ اصلاحی تعلق شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ بعد ازاں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سے استوار کیا۔ کچھ عرصہ سے شوگر کے مریض چلے آرہے تھے اور شوگر گردوں پر اثر انداز ہوئی اور ڈائیلائسز کے تکلیف دہ مراحل سے گزر رہے تھے۔ ۱۲؍فروری جمعۃ المبارک کو انتقال فرمایا۔ اگلے دن ۱۳؍فروری کو ان کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا فصیح الدین کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور لبرٹی مارکیٹ کے قبرستان میں ان کی تدفین کی گئی۔ جس میں سینکڑوں سے متجاوز حضرات علماء کرام، مشائخ عظام اور مسلمانوں نے شرکت کی۔ انہوں نے پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب

قسط:۹

حافظ محمود راجا، سجاول

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ اس وقت ہماری حالتیں دیکھتے کہ ہم میں سے بعضوں کو کسی کسی وقت اتنا کھانا بھی نہیں ملتا تھا، جس سے کمر سیدھی ہوسکے، میں بھوک کی وجہ سے جگر کو زمین سے چمٹا دیتا اور کبھی پیٹ کے بل پڑا رہتا تھا، اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا، ایک مرتبہ میں راستے میں بیٹھ گیا، جہاں سے ان حضرات کا راستہ تھا، اول حضرت ابوبکرؓ گزرے، میں نے ان سے کوئی بات پوچھنا شروع کردی، خیال تھا کہ یہ باتیں کرتے ہوئے گھر تک لے جائیں گے اور پھر عادت شریف کے موافق جو گھر میں کھانے کو موجود ہوگا، اس میں سے تواضع فرمائیں گے ہی، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، (غالباً ذہن منتقل نہیں ہوا یا اپنے گھر کا حال معلوم ہوگا کہ گھر میں بھی کچھ نہیں) اس کے بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے، ان کے ساتھ بھی یہی صورت پیش آئی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میری حالت اور غرض کو محسوس فرمالیا اور ارشاد فرمایا کہ ابوہریرہؓ میرے ساتھ آؤ، میں ساتھ ہولیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے، میں ساتھ اندر حاضری کی اجازت لے کر حاضر ہوا، گھر میں ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا تھا، جو خدمت اقدس میں پیش کیا گیا، دریافت فرمایا کہ کہاں سے آیا ہے، عرض کیا کہ فلاں جگہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ میں آیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوہریرہؓ جاؤ، اہل صفہ کو بلالاؤ، اہل صفہ اسلام کے مہمان شمار ہوتے تھے یہ وہ لوگ تھے جن کا نہ گھر تھا نہ ٹھکانا، نہ کھانے کا کوئی مستقل انتظام، ان حضرات کی تعداد کم وبیش ہوتی رہتی تھی، مگر اس قصہ کے وقت ستر تھی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ بھی تھا کہ ان میں سے دو دو چار چار کسی کھاتے پیتے صحابی کا مہمان بھی بنا دیتے اور خود اپنا معمول یہ تھا کہ کہیں سے صدقہ کا سامان آتا تو ان کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں شرکت نہ فرماتے اور کہیں سے ہدیہ آتا تو ان کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان میں شرکت فرماتے۔ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بلانے کا حکم فرمایا، مجھے گراں تو ہوا کہ اس دودھ کی مقدار ہی کیا ہے جس پر سب کو بلاؤں، سب کیا بھلا ہوگا، ایک آدمی کو بھی بمشکل کافی ہوگا، اور پھر بلانے کے بعد مجھ ہی کو پلانے کا حکم ہوگا، اس لئے نمبر بھی آخر میں آئے گا، جس میں بچے گا بھی نہیں، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر چارۂ کار ہی کیا تھا، میں گیا، اور سب کو بلالایا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے ان کو پلا، میں ایک ایک شخص کے پیالہ حوالے کرتا اور وہ خوب سیر ہوکر پیتا، اور پیالا مجھے واپس کردیتا، اسی طرح سب کو پلایا اور سب سیر ہوگئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ اپنے دست مبارک میں لے کر مجھے دیکھا اور تبسم فرمایا، پھر فرمایا کہ ”بس اب تو میں اور تو ہی باقی ہیں“ میں نے عرض کیا کہ بے شک، فرمایا کہ لے پی، میں نے پیا، ارشاد فرمایا، اور پی، میں نے اور پیا، بالآخر میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب میں نہیں پی سکتا، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کا بچا ہوا خود نوش فرمایا۔ (حکایات صحابہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی سیر ہوکر کھانا نہیں کھاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس بات کا ذکر بھی نہیں کیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فقر..... غنا سے اور بھوک، پیٹ بھر کر کھانے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات بھوک کی وجہ سے تمام رات بے چین رہتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بھوک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلے روز روزہ رکھنے سے نہ روک سکتی، رات کو کچھ کھائے پئے بغیر ہی روزہ رکھ لیتے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہتے تو اللہ رب العزت سے دنیا کے تمام خزانے اور ہر قسم کی نعمتیں اور فراوانیاں مانگ سکتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر وفاقہ کو عیش سامانی پر ہمیشہ ترجیح دی، میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگتی اور خود میری

یہ حالت ہوتی کہ بھوک سے برا حال ہوتا اور میں پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگتی، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگتی کاش! ہمیں گزر بسر کی حد تک کھانے پینے کا سامان میسر ہوتا، فراخی اور عیش سامانی نہ سہی، کم از کم اتنا تو ہوتا کہ اطمینان سے ہمار گزر بسر چلتا، میری یہ بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! ہمیں دنیا سے کیا غرض، مجھ سے پہلے میرے بہت سے بھائی جو کہ جلیل القدر پیغمبر تھے اس دنیا میں آئے اور انہوں نے مجھ سے زیادہ سختیاں برداشت کیں مگر صبر کیا، اور اسی حال میں اپنے رب سے جا ملے، وہاں انہیں بلند مقام سے نوازا گیا اور ہر طرح کی نعمتیں ان کو عطا کی گئیں میں ڈرتا ہوں کہ مجھے اس دنیا میں فراخی دے دی جائے اور آخرت میں لازوال نعمتوں میں کمی ہو جائے۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ کوئی بات نہیں کہ میں اپنے دوستوں اور بھائیوں سے اسی حالت میں جا ملوں (اور یہ قیامت تک آنے والے غریب سے غریب امتی کے لئے ایک پیغام بھی تھا کہ کوئی غریب سے غریب امتی یہ نہیں کہہ سکتا کہ دنیاوی ساز و سامان میں میرے نبی نے مجھ سے اچھی زندگی گزاری)۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی اس کے بعد مشکل سے ایک ماہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون، صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

حیات طیبہ کے صبح و شام

بعد فجر: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز فجر پڑھ کر تسبیحات کرنے کے بعد مسجد ہی میں جانماز پر آلتی پالتی مار کر چار زانو بیٹھ جاتے اور صحابہ کرام پروانہ وار پاس آ کر بیٹھ جاتے، یعنی دربار نبوت تھا، یہی حلقہ توجہ تھا، یہی درسگاہ ہوتی تھی، یہی محفل احباب بنتی تھی، یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزول شدہ وحی سے صحابہ کرامؓ کو مطلع فرماتے تھے، یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے مسائل، معاشرت کے طریقے، معاملات کے ضابطے، اخلاق کی باریکیاں ان کو تعلیم فرماتے، لوگوں کے آپس کے معاملات اور مقدمات کے فیصلے فرماتے، اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب سنتے اور اس کی تعبیر فرماتے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرماتے کہ آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے، پھر خود ہی اس کی تعبیر فرما دیتے پھر بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معمول ترک کر دیا تھا۔ (مدارج النبوۃ)

کبھی صحابہ کرامؓ اثنائے گفتگو میں ادب کے ساتھ جاہلیت کے قصے بھی بیان کرتے، قصیدے اور اشعار سناتے یا مزاح کی باتیں کرتے، آپ سنتے رہتے، کبھی ان پر مسکرا بھی دیتے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشراق کے نوافل پڑھتے اکثر اسی وقت مال غنیمت یا لوگوں کے وظیفے تقسیم فرماتے، جب آفتاب نکل کر دن خوب چڑھ جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلوات الضحیٰ (چاشت) کی نفلیں کبھی چار کبھی آٹھ رکعت پڑھ کر مجلس برخاست فرماتے اور جن بی بی کی باری اس دن ہوتی ان کے گھر تشریف لے جاتے، وہاں گھر کے کام کاج میں لگے رہتے، اکثر گھر کے کام خود ہی انجام دیتے، دن میں صرف ایک بار کھانا تناول فرماتے دوپہر میں آرام فرماتے۔

(سیرۃ النبی، اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

بعد ظہر: نماز ظہر با جماعت پڑھ کر حدیہ کے بازاروں میں گشت لگاتے، دکانداروں کا احتساب فرماتے اور ان کا مال، سامان ملاحظہ فرماتے، ان کے مال کی اچھائی، برائی جانچتے، ان کے ناپ تول کی نگرانی فرماتے کہ کہیں کم تو نہیں تولتے، بستی اور بازار میں کوئی حاجت مند ہوتا تو اس کی حاجت پوری فرماتے۔

بعد عصر: نماز عصر با جماعت پڑھ کر ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر تشریف لے جاتے، حال احوال دریافت فرماتے، اور ذرا ذرا دیر ہر ایک کے یہاں ٹھہرتے اور یہ کام اتنی پابندی سے کرتے کہ ہر ایک کے یہاں مقررہ وقت پر پہنچتے اور سب کو معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وقت کے بہت قدر شناس اور پابند ہیں۔

بعد مغرب: نماز مغرب با جماعت پڑھ کر اور نوافل اوابین سے فارغ ہو کر جن بی بی کی باری ہوتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے قیام کے لئے وہیں ٹھہر جاتے، اکثر تمام ازواج مطہرات اس گھر میں آ کر جمع ہو جاتیں، مدینہ کی عورتیں بھی اکثر جمع ہو جاتیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عورتوں کو دینی مسائل کی تعلیم فرماتے گویا کہ یہ مدرسہ شبینہ اور دارالبنات قائم ہوتا، جس میں انتہائی ادب اور پردہ کے ساتھ عورتیں علم دین، حسن معاشرت اور حسن اخلاق کی باتیں معلم عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتیں، اللہ کے رسول عورتوں کو (جن کی گود بچوں کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے) علم دین سے محروم اور اسلامی تہذیب سے نا آشنا نہیں رکھنا چاہتے تھے، یہیں پر عورتیں اپنے مقدمات پیش کرتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا فیصلہ فرماتے، وہ اپنی پریشانیاں، شکایتیں، مجبوریاں بیان کرتیں، آپ صلی اللہ علیہ

وسلم ان کو حل فرماتے، اگر کوئی بیعت ہونا چاہتی تو یہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بیعت فرماتے ان امور پر کہ اللہ کا شریک کسی کو بھی نہ بنائیں گی، چوری نہ کریں گی، بدکاری نہ کریں گی، اپنے بچوں کو قتل نہ کریں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بیعت فرماتے اور ان کے لئے استغفار فرماتے یہ مدرسہ نماز عشاء تک قائم رہتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کو مسجد جاتے، عورتیں اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوجاتیں۔

بعد عشاء: نماز عشاء باجماعت پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شب کو قیام گاہ پر جا کر سو جاتے، عشاء کے بعد بات چیت کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہ فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ داہنی کروٹ سوتے، اکثر داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے چہرہ انور قبلہ کی طرف کرکے مسواک اپنے سرہانے ضرور رکھ لیتے، سوتے وقت سورۃ جمعہ، سورۃ تغابن، سورہ صف کی تلاوت فرماتے، خالد بن معدان سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ الم سجدہ اور سورہ تبارک الذی ضرور پڑھ کر سوتے تھے پھر جب بیدار ہوتے مسواک سے دانت مانجھتے، وضو کرتے پھر تہجد کی نفلیں پڑھتے، کبھی نفل نماز کے سجدہ میں دیر تک دعا مانگتے، پھر آرام فرماتے، جب فجر کی اذان ہوتی تو اٹھتے، حجرہ شریف میں ہی دو رکعت سنت پڑھ کر وہیں داہنی کروٹ ذرا لیٹے رہتے، پھر مسجد تشریف لاتے اور باجماعت نماز فجر ادا کرتے۔ یہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزانہ کے معمولات۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت تھی کہ اپنے ہر کام کے لئے وقت مقررہ فرما لیتے اور اس کو پوری پابندی سے نباہتے، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سارے کام کرلیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی وقت کی کمی اور تنگی کی شکایت نہیں فرمائی۔

(ماخوذ از سیرت النبی، مولانا سید سلیمان ندویؒ)

رات کی حفاظت: حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات گئے قصہ کہانیوں کی محفل میں نہ جایا کرو، کیونکہ تم میں سے کسی کو خبر نہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کس کس کو کہاں کہاں پھیلایا ہے، اس لئے دروازے بند کرلیا کرو، مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو اور چراغ گل کردیا کرو۔ (بخاری، الادب المفرد)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب تم رات کو کتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلانا سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو (یعنی اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھو) کیوں کہ کتے اور گدھے وہ چیزیں دیکھتے ہیں جو کہ تم نہیں دیکھتے اور رات کو جب لوگ بازاروں میں پھرنا موقوف کردیں اور راستے بند ہوجائیں تو تم گھر بہت کم نکلا کرو، اس لئے کہ رات کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے پراگندہ کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

شام اور رات کی احتیاط:

حضرت جابرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شام کا وقت ہو تو اپنے چھوٹے بچوں کو (گلی کوچوں میں پھرنے سے) روکو کیوں کہ شیاطین کا لشکر شام کے وقت (چاروں طرف) پھیل جاتا ہے، ہاں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے (اندھیرا چھا جائے) پھر بچوں کو چھوڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور رات کو دروازے بند کردیا کرو، اور بند کرتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرو، کیوں کہ شیطان اس دروازے کو کھولنے کی قدرت نہیں رکھتا جو کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے بند کیا گیا ہو، اور اپنی مشکوں کے دہانے جن میں پانی بھرا ہو ان کو بسم اللہ پڑھ کر باندھ دیا کرو اور اپنے پانی کے برتنوں کو بسم اللہ پڑھ کر باندھ دیا کرو، چاہے برتن پر کوئی چیز رکھ دیا کرو، یعنی برتن پورا نہ ڈھک سکو تو رفع کراہت اور رفع مضرت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ برتن کی چوڑائی میں کوئی لکڑی وغیرہ ہی رکھ دیا کرو اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔ (صحیحین)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے شب میں سوتے اور نصف شب کی ابتداء میں بیدار ہو جاتے۔ اٹھ کر مسواک فرماتے اور وضو کرکے جس قدر اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھی ہوتی نماز پڑھتے، گویا کہ بدن کے جملہ اعضاء اور تمام قویٰ کو نیند اور استراحت سے حصہ مل جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت سے زیادہ نہیں سوتے تھے اور ضرورت سے زیادہ جاگتے بھی نہ تھے، چنانچہ جب ضرورت لاحق ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے آرام فرماتے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں مبارک پر نیند غالب آجاتی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکم سیر نہ ہوتے، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سطح زمین پر لیٹ جاتے اور نہ زمین سے بچھونا اونچا ہوتا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک چمڑے کا ہوتا، جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ پر ٹیک لگاتے اور کبھی رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ لیتے اور سب سے بہتر نیند دائیں جانب کی ہے۔ (زاد المعاد)

(جاری ہے)

حلقہ لیاری ٹاؤن کے مدارس میں

تحفظ ختم نبوت کورس

کراچی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام الحمدللہ! کراچی بھر کے ۱۸ ٹاؤنز کے دینی مدارس میں ختم نبوت کورس منعقد کیا گیا۔ حلقہ لیاری ٹاؤن کے بعض مدارس کی رپورٹ درج کی جاتی ہے، جہاں ہمیں ٹاؤن کے نگران مولانا نعیم اللہ، مفتی ادیب الرحمٰن، رفاقت اللہ اور شیر جان محمد کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔

پہلا کورس: جونا مسجد آگرہ تاج میں رکھا گیا۔ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد ابرار شریف نے ’’عقیدۂ ختم نبوت: قرآن وحدیث کی روشنی میں‘‘ اور راقم الحروف نے ’’قادیانیوں سے چند سوالات‘‘ کے عنوانات پر درس دیے۔

دوسرا کورس: مدرسہ نظامیہ توحیدیہ چاکیواڑہ میں ترتیب دیا گیا۔ پہلا سبق مولانا محمد ابرار شریف نے ’’قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق‘‘ کے موضوع پر پڑھایا جبکہ مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر لیکچر دیا۔ مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحئی مطمئن نے ’’قادیانی شبہات کے جوابات‘‘ اور راقم الحروف نے ’’قادیانیوں سے چند سوالات‘‘ کے عنوان پر درس دیا۔

تیسرا کورس: جامعہ ترتیل القرآن عیدگاہ میں رکھا گیا تھا جہاں مولانا محمد ابرار شریف نے ’’قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق‘‘، مولانا عبدالحئی مطمئن نے ’’عقیدہ حیات سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام‘‘، مولانا مسعود احمد لغاری نے عقیدۂ ختم نبوت: قرآن وحدیث کی روشنی میں‘‘ جبکہ راقم الحروف نے ’’قادیانیوں کے دجل وفریب‘‘ کے موضوع پر بیان کیا۔

چوتھا کورس: مدرسہ حسینیہ عرفات مسجد لیاری میں ترتیب دیا گیا۔ مولانا عبدالحئی مطمئن نے رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، مولانا محمد ابرار شریف نے ’’قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق‘‘ جبکہ حلقہ صدر ٹاؤن کے مسؤل مولانا مسعود احمد لغاری نے ’’عقیدہ ختم نبوت: قرآن وحدیث کی روشنی میں‘‘ کے عنوان پر درس دیا۔

پانچواں کورس: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی شاخ جامعہ عثمانیہ بہار کالونی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مفصل اور مدلل گفتگو فرمائی، جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی نے ’’قادیانیوں کے کفریہ عقائدونظریات‘‘ سے متعلق انتہائی اہم اور پُرمغز درس دیا اور سامعین کو عقیدۂ ختم نبوت پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کی۔

چھٹا کورس: جامعہ قدوسیہ للبنات میں تھا، جہاں مولانا محمد ابرار شریف نے ’’عقیدۂ ختم نبوت: قرآن وسنت کی روشنی میں‘‘ جبکہ مولانا عبدالحئی مطمئن نے ’’رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام‘‘ کے عنوان پر بیان کیا۔

ساتواں کورس: مدرسہ کریمیہ کے طلبا کو مولانا مسعود لغاری نے عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں اور راقم الحروف نے ’’قادیانی شکوک وشبہات‘‘ پر درس دیا۔

آٹھواں کورس: جامعہ محمدیہ میراں ناکہ میں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے ’’رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام‘‘ بیان کیا اور مولانا قاضی احسان احمد نے قادیانی دجل وفریب اور عقیدۂ ختم نبوت پر لیکچر دیا، اسی طرح مولانا محمد رضوان نے ’’ظہور امام مہدی علیہ الرضوان‘‘ کے عنوان پر درس دیا۔

نواں کورس: جامعۃ الصالحات بہار کالونی میں ترتیب دیا گیا اور مولانا قاضی احسان احمد نے جامعہ کی طالبات کے سامنے قادیانی عورتوں کی مکاری وفریب کو واضح کیا۔ رفع ونزول سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام پر مولانا محمد ابرار شریف نے اور مولانا عبدالحئی مطمئن نے ’’قادیانیوں کے شکوک وشبہات‘‘ پر درس دیا۔ ☆☆

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور واقعۂ ہجرت

قسط:۴

مفتی خالد محمود

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دوست اور یارِ غار، خلیفۂ اوّل، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو عشقِ رسول کی بھٹی میں تپ کر کندن بن چکے تھے، جنہوں نے اسلام کے لئے سب کچھ قربان کر کے سب کچھ پالیا تھا اور راہِ عشق میں وفا کی نئی بنیاد ڈالی تھی، جن کے دل میں سوز و گداز کی شمع فروزاں تھی، جو ہر ایک کی مصیبت پر تڑپ اٹھتے، سوزِ دروں جنہیں ہر وقت بے قرار رکھتا۔ جنہوں نے بغیر چوں وچرا کے اپنے آقا کی تصدیق کی اور پھر اپنی تمام توانائیاں، مال و دولت اور اپنی زندگی اپنے آقا پر نچھاور کر دی، جب ہجرت کا وقت آیا تو یہ جانتے ہوئے بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا جان کی بازی اور موت کا سودا تھا، اس سفر میں قدم قدم پر خطرات تھے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سفر میں جس جاںنثاری اور خدمت کا مظاہرہ کیا وہ صرف اور صرف آپ کے ہی مقدر میں تھا، اس سفرِ ہجرت کی داستان ذیل میں واقعاتی انداز میں بیان کی گئی ہے۔

یہ شیریں آواز سن کر چند لمحوں کے لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو بھول گئے اور انہیں احساس نہیں رہا کہ وہ اس قدر تکلیف دہ صورت حال سے دوچار ہو چکے ہیں۔ چند لمحوں بعد عقیدت و شوق سے لبریز لہجہ میں گویا ہوئے: ’’کچھ نہیں یا رسول اللہ! میرے پاؤں میں سانپ نے ڈس لیا ہے۔‘‘

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعابِ مبارک اس جگہ پر لگا دیا، درد کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ یہ لعابِ دہن مبارک ایسا پاکیزہ مرہم تھا جو کسی طبیب و حکیم اور ڈاکٹر کی دکان سے میسر نہیں آ سکتا۔ یہ اس ہستی کے لعابِ دہن کا خداداد اعجاز تھا جس سے وحی کے پھول جھڑتے اور پیغامِ خداوندی کے انوار ٹپکتے تھے۔

امتحانات میں کامیابی کے مراحل طے کرتے ہوئے صدیقِ اکبر غارِ ثور میں قدرتِ خداوندی کا مشاہدہ کر رہے تھے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ان کے سامنے جلوہ افروز تھی۔ انسان کامل کو وہ لامتناہی بلندیوں پر دیکھ رہے تھے۔ اسی طرح خانوادۂ صدیقی کے افراد بھی اپنی قوتِ ایمانی کا مظاہرہ کر رہے تھے، وہ آتش انتقام کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں گھرے ہوئے تھے مگر ان کے دل اطمینان کی دولت سے لبریز تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اسلام لاتے وقت چالیس ہزار درہم تھے جو ان کے خون پسینہ کی کمائی تھی۔ اسلام لانے کے بعد یہ دولت اسلام کے لئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف ہو چکی تھی۔ ہجرت کے وقت پانچ چھ ہزار درہم گھر میں موجود تھے وہ سب اٹھا لے گئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کام آئیں گے، مگر کیا مجال جو صدیقی گھرانے کے افراد میں سے کسی کے دل میں یہ خیال آیا ہو کہ اس طرح تنہا چھوڑ کر جاتے وقت تو یہ رقم چھوڑ جاتے بلکہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ نے اسماء رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ چھوڑ کر گئے ہیں؟ تو صرف ان کی تسلی کے لئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے طاقچہ میں پتھر ڈال کر ان پر کپڑا ڈال دیا اور دادا کا ہاتھ پکڑ کر جو بینائی سے معذور ہو گئے تھے ان پر پھرا دیا کہ ان کو تسلی ہو جائے اور وہ پریشان نہ ہوں۔ اس نازک اور کسمپرسی کے عالم میں یہ قوتِ ایمانی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کا خاصہ اور ان کا حصہ ہے۔

رات ڈھل چکی ہے، دن نکل آیا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گمشدگی کی خبر پورے مکہ میں پھیل چکی ہے۔ قریش کی مختلف ٹولیاں آپ کی تلاش میں ماری ماری پھر رہی ہیں کوئی جگہ، کوئی مکان، کوئی پہاڑ، کوئی میدان، انہوں نے ایسا نہ چھوڑا جہاں آپ کو تلاش نہ کیا گیا ہو، مگر آپ کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ مایوس ہو کر گھروں کو واپس ہوئے تو کسی نے مشورہ دیا: کسی ماہر کھوجی کی خدمات حاصل کرو، جو ان کے نشاناتِ قدم کی مدد سے انہیں تلاش کرے۔

ایک ماہر کھوجی کرز بن علقمہ کی خدمات حاصل کی گئیں اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نشاناتِ قدم کو دیکھتے دیکھتے قریش کو غارِ ثور تک لے آیا مگر غارِ ثور تک پہنچ کر اس نے بھی اپنی ناکامی کا اعلان کرتے ہوئے کہا: ”یہاں تک تو ان کے پاؤں کے نشان ملتے ہیں اس سے آگے کوئی سراغ نہیں ملتا۔“

یہ جواب سن کر سب تلملا اٹھے اور چیختے ہوئے کہنے لگے: ”یہاں سے کہاں غائب ہوگئے، کیا انہیں زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔“

”میں کچھ نہیں جانتا، جو اصل بات تھی وہ میں نے بتادی۔“

کرز نے جب یہ جواب دیا تو وہ آپس میں الجھنے لگے۔

”وہ یہیں کہیں چھپے ہوئے ہوں گے پورے پہاڑ پر پھیل جاؤ اور خیال رکھو وہ بچ کر نکلنے نہ پائیں۔“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو جلوۂ نبوت کی ضیا پاشیوں سے دل و دماغ کو منور کر رہے تھے انہوں نے جب غار کے اس قدر قریب آوازیں سنیں تو بے چین و مضطرب ہوگئے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرہ کی زد میں دیکھ کر احساسِ بے چارگی سے رو دیے کہ یہاں تو اپنی جان کی قربانی دے کر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی اس قیمتی امانت کی حفاظت نہیں کرسکیں گے جو ان کے سپرد کی گئی تھی۔ رہ رہ کر یہ خیال ستا رہا تھا کہ اب میرے محبوب کا کیا ہوگا۔ اگر ان دشمنوں نے ذرا جھک کر دیکھ لیا تو ہم صاف نظر آجائیں گے اور تاریک غار میں کچھ بچاؤ بھی نہیں کرسکیں گے۔ کچھ نہ بن پایا تو اپنی بے تابی کا اپنے محبوب کے سامنے اظہار کردیا:

”یارسول اللہ! اگر یہ لوگ ذرا جھک کر دیکھ لیں تو یقیناً ہمیں دیکھ لیں گے۔“

”ابوبکر! تمہارا کیا خیال ہے ان دو کے بارے میں جن کے ساتھ تیسری ذات اللہ کی ذات ہو؟“

”میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں اپنے لئے نہیں روتا اگر میں مارا گیا تو صرف میری موت ہوگی، لیکن نصیبِ دشمناں اگر آپ کو کوئی گزند پہنچی تو ساری امت ہلاک ہوجائے گی۔“

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرطِ محبت اور اندیشۂ مآل سے روتے ہوئے یہ کہا تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

”تم غمگین نہ ہو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

وہ مقدس ہونٹ جن کا لعاب مبارک تھوڑی دیر پہلے زہرِ ہلاہل کو پانی پانی کرچکا تھا، انہی ہونٹوں سے جب یہ الفاظ نکلے تو دھڑکتے ہوئے دل کے لئے انہوں نے تریاق کا کام کیا اور ان کے دل کو اس طرح سکون حاصل ہوا جیسے کوئی پریشانی ہی نہ ہو۔ انہیں محسوس ہونے لگا کہ غار کی بوسیدہ دیواریں ان کے لئے آہن و فولاد بن گئی ہیں، جہاں کوئی خطرہ پر نہیں مار سکتا۔

قدرتِ خداوندی کا ظہور ہوا۔ مکڑی اور کبوتروں کو حفاظت کا حکم ہوا۔ مکڑی نے جالا تن دیا، کبوتروں نے گھونسلا بنایا اور انڈے بھی دے دیئے۔ اور اللہ کی قدرت کا ظہور اس طرح ہوا کہ جب کسی نے کہا کہ اس غار میں تو دیکھو، تو امیہ بن خلف بے اختیار چیخ اٹھا: ”یہاں کیا پاؤ گے؟ کیا اس حالت میں بھی وہ اندر جاسکتے ہیں۔ اس غار پر مکڑیوں کا جالا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے بھی پہلے کا تنا ہوا معلوم ہوتا ہے اور کیا یہ انڈے اور یہ گھونسلا اسی طرح باقی رہ سکتا ہے ان کے ہوتے ہوئے کون یہاں داخل ہوسکتا ہے۔“

یہ دیکھ کر مایوسی سے سب کے منہ لٹک گئے، سب کی تمناؤں پر اوس پڑگئی اور انتہائی یاس و ناامیدی کے عالم میں دل میں حسرت لئے واپس ہوگئے۔ یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے واپس ہوتے قدموں کی آواز سنی جو آہستہ آہستہ دور ہوتی گئی اور پھر گم ہوگئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار کیا اور یہ بھی بتادیا کہ وہ ذات اسباب و وسائل کی محتاج نہیں جس سے چاہے وہ کام لے سکتا ہے۔ یہاں پر بھی مکڑی کے جالے کو حفاظت کا سبب بنایا جس کا گھر سب سے کمزور پھسپھسا ہوتا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار اور رفیقِ غار کے ساتھ تین دن تک غارِ ثور میں رہے، ان تین دنوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے عبداللہ دن بھر قریش کی سرگرمیوں کی ٹوہ لگاتے اور رات کو غار میں آکر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والدِ محترم کو باخبر کرتے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا گھر سے کھانا پکا کر لاتیں، اور تازہ توشہ غار میں پہنچا کر انتہائی رازداری اور کمال ہوشیاری سے واپس ہوجاتیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بکریوں کا ریوڑ چراتے چراتے غار پر لے آتے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ضرورت کے موافق دودھ دوہ لیتے اور تازہ دودھ آقا کی خدمت میں پیش کرتے اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بکریوں کو ہانکتے ہوئے اور نشاناتِ قدم مٹاتے ہوئے واپس ہوجاتے۔

ان تمام کاموں میں انتہائی احتیاط برتی جاتی اور بڑی ہوشیاری سے یہ سب کام ہوتے۔

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معاملہ فہمی تھی کہ سب تیاری پہلے سے کی ہوئی تھی تا کہ عین وقت پر کوئی پریشانی نہ ہو اور صدیقی گھرانے کے یہ افراد جان ہتھیلی پر رکھ کر یہ کام انجام دیتے رہے۔ انہیں اس کا پورا احساس تھا کہ قریش کے وہ لوگ جو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں انہیں ذرا بھی شبہ ہوا، ان کے کانوں میں ذرا بھی بھنک پڑ گئی تو ان کی جان کی خیر نہیں، مگر اپنی جان کی فکر ان کو تھی ہی کب، انہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی راحت رسانی سب سے زیادہ حتی کہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھی۔

صدیقی گھرانے کے ہر فرد نے اپنی اپنی بساط کے مطابق بلکہ اس سے بڑھ کر سفر ہجرت میں خدمات انجام دیں۔ باپ، بیٹا، بیٹی، غلام سبھی اس میں شریک رہے اور استطاعت کے مطابق بارگاہِ رسالت میں نیاز مندی وعقیدت کا سلام پیش کیا۔ امت مسلمہ خانوادۂ صدیق کے ان احسانات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

پورے تین دن اور رات اسی طرح غار میں پناہ لئے ہوئے گزرے۔ ان تین راتوں میں عشق ومحبت کے پیکر، مجسم جاں نثار کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ اور اس سراپا وفا نے کس طرح یہ دن کاٹے ہوں گے یہ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی جانتے ہوں گے یا ان کے خدا کو علم ہوگا۔

''یہ تین راتیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو شمع رسالت کے پروانے تھے، جس عالم میں بسر کی ہوں گی، ان کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس نے عشق ومحبت کا کچھ بھی ذائقہ چکھا ہو، اللہ کا رسول غار میں پوشیدہ ہے، دشمن سراغ میں ہیں، ہر لحہ اندیشہ ہے کہ کہیں سراغ نہ پالیں اور ایک مرتبہ ان کی صدائیں بھی کانوں میں آنے لگی تھیں، اس حالت میں ظاہر ہے کہ ان کے دل کے حزن واضطراب کا کیا عالم ہوگا۔ بلا شبہ انہیں یقین تھا کہ اللہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار ہے، لیکن عشق ومحبت کا قدرتی تقاضا ہے کہ محبوب کو خطرہ میں دیکھ کر اضطراب ہو، اس سے وہ اپنے دل کو نہیں روک سکتے تھے، اگر روک سکتے تو محبت کی عدالت کا فیصلہ ان کے خلاف ہوتا۔'' (رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم)

چوتھی رات شروع ہوئی تو رات کے آخری پہر میں عبداللہ بن اریقط اونٹنیاں لے کر غار پر پہنچا، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ رات آخری ہچکی لے رہی تھی اور چار نفوس پر مشتمل یہ قافلہ سوئے مدینہ روانہ ہوا۔ ایک اونٹنی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ردیف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور ایک اونٹنی پر عبداللہ بن اریقط اور عامر بن فہیرہ سوار ہوئے۔ عبداللہ بن اریقط جو راستوں سے خوب واقف تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں پہلے سے راستہ بتانے پر اجرت دے کر تیار کر لیا تھا وہ اس قافلہ کو ایک غیر معروف راستہ سے لے کر چلے۔

راستہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کوئی جاننے والا ملتا تو وہ انہیں اس طرح غیر معروف راستہ پر بغیر ساز وسامان کے جاتا ہوا دیکھتا تو حیرت زدہ رہ جاتا کہ یہ تو بنو تیم کا وہی معزز تاجر ہے جو بڑے بڑے قافلوں کے ساتھ بے شمار اسباب تجارت لے کر جایا کرتا تھا مگر آج تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں، حالت یہ ہے کہ ایک شخص کے ردیف بنے ہوئے ہیں۔ دیکھنے والا حیرت سے پوچھتا: ابوبکر! کہاں چلے اور تمہارے ساتھ یہ شخص کون ہے؟

بڑے پیارے انداز میں نہایت اعتماد سے جواب دیتے:

''یہ ایک صاحب ہیں جو میری راہ نمائی کر رہے ہیں۔''

دو پہر تک یہ قافلہ سفر کرتا رہا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سایہ دار جگہ کی تلاش ہوئی تا کہ اللہ کے حبیب کچھ دیر آرام فرما لیں۔ ایک چٹان پر نظر پڑی، جس کے نیچے کچھ سایہ تھا، وہاں رک گئے، جگہ صاف کی اور بارگاہِ رسالت میں درخواست پیش کی: ''یا رسول اللہ! یہاں کچھ دیر آرام فرمالیجیے!''

عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط نے چادر تان کر سایہ کردیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چوکس ہو کر کھڑے ہو گئے، آنکھیں چاروں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں کہ مبادا اوپر سے کوئی تعاقب کرنے والا آ پہنچے۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک لڑکا بکریاں چراتا ہوا اس طرف آتا نظر آیا، شاید وہ بھی کسی سایہ کی تلاش میں تھا۔ قریب آنے پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس لڑکے سے پوچھا: ''بیٹا کسی بکری کا دودھ نکال کر دو گے؟''

''کیوں نہیں، ابھی نکالے دیتا ہوں۔''

لڑکے نے بلا حیل و حجت اثبات میں جواب دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چھاگل سے پانی نکال کر ہاتھ صاف کروائے،

بکری کے تھن دھلوائے کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہایت نفیس اور انتہائی نفاست پسند تھے۔ ایک برتن میں دودھ نکلوایا، اس وقت تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر آرام فرما چکے تھے، دودھ میں پانی ملایا تاکہ ٹھنڈا ہو جائے اور خدمت اقدس میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! نوش فرمایئے، تازہ دودھ ہے۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا دودھ پیا اور باقی اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا تاکہ وہ بھی اپنی تشنگی دور کر کے تازہ دم ہو جائیں۔

تھوڑی دیر بعد قافلہ پھر رواں دواں تھا۔

یہ قافلہ غیر معروف راستہ سے مدینہ کی طرف عازمِ سفر تھا، مقام جحفہ پر یہ اس معروف راستہ سے جا ملتا تھا جو مکہ کی طرف سے آتا تھا اس مقام پر پہنچے تو بیت اللہ کی تصویر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں کے سامنے آ گئی تو اداسی کے آثار چہرۂ اقدس پر ظاہر ہوئے شدتِ جذبات سے آنکھیں بھر آئیں اور آپ پر رقت طاری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور وہ وحی لے کر آئے۔

”بیشک جس خدا نے آپ کے لئے
قرآن پر عمل اور اس کی تبلیغ کو فرض قرار دیا وہ
آپ کو آپ کے وطن میں پھر پہنچا دے گا اور
آپ فرما دیجیے میرا رب خوب جانتا ہے کہ
اللہ کی طرف سے کون سچا دین لے کر آیا اور
کون صریح گمراہی میں ہے۔“ (القصص)

(جاری ہے)

جامع مسجد ناڑی مانسہرہ میں ختم نبوت کانفرنس

مانسہرہ (مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی) گزشتہ ماہ جامع مسجد ناڑی مانسہرہ میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی، جس میں کثیر تعداد میں عوام الناس اور علماء کرام، قرأ عظام، تاجران، سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے قائدین شریک ہوئے۔ اس موقع پر شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی اور حضرت مولانا عبدالحکیم ہزاروی رحمہم اللہ تعالیٰ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ان کا بڑی تفصیل سے ذکر خیر کیا۔ علاوہ ازیں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں قائدانہ کردار ادا کرنے والے حضرات کا بھی نمایاں تذکرہ کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانیؒ، حضرت مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا عبدالحقؒ اور جملہ ممبران اسمبلی کا بہت اچھے انداز میں ذکر کیا۔ ماضی کے یادگار لمحات، تحریک ہائے ختم نبوت میں علماء، مشائخ، دینی و سیاسی جماعتوں کی قیادت اور عوام الناس نے تحفظ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے لئے جو بے مثال قربانیاں دیں، ان یادوں کو دہراتے ہوئے بہت ہی دلچسپ واقعات سنائے۔ حضرت موصوف نے مختصر سے وقت میں بہت کچھ بیان کر دیا۔ اجتماع میں انداز بیان ایسا جاری رکھا کہ ختم نبوت کی برکت سے ہر شخص گوش برآواز تھا، پوری یکسوئی سے سامعین بیٹھے رہے۔ سندھ اسمبلی کی منظر کشی کرتے ہوئے کہا کہ امت دعوت ساری اس بات پر اکٹھی ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ خاتم النبیین لکھا اور پڑھا جائے اور اس بات کو تحریری صورت میں لایا جائے، پھر صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینیٹ میں بھی یہ بل متفقہ طور پر پاس ہوگیا۔ نعرہ لگاؤ تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد! ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو تمام ممبران اسمبلی نے متفقہ بل پاس کیا اور تاجدار ختم نبوت کے منکرین قادیانی گروہ کو امت مسلمہ سے جدا کر دیا کہ ان لوگوں کا کسی صورت میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، ان کا ہر عمل امت رسول سے جدا ہے۔ اس موقع پر حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن خطیب جامع مسجد ناڑی و تحصیل خطیب مانسہرہ نے تمام شرکائے کانفرنس کا شکریہ ادا کیا۔ کانفرنس میں مولانا سیّد ہدایت اللہ شاہ، مولانا وقار الحق عثمان، مولانا سیّد عبدالقادر شاہ، مولانا نور الرحمٰن شاکر، مولانا رشید الحسن، مولانا محمد طارق نعمان گڑنگی، مولانا قاضی محمد مشتاق، مولانا عبدالرشید جامی اور دیگر علماء کرام نے بھی شرکت کی۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا بیان جہاں دلائل کے انبار لگا رہا تھا وہیں تاریخ کے اوراق کو بھی ثبوت کے طور پر پیش کر رہا تھا۔ سابقہ ادوار کی کارروائیوں کی جھلک بھی دکھا رہے تھے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا بیان تو مختصر ہوا، مگر جامعیت میں تو کوزے میں دریا کو بند کرنے کی سچی مثال پیش کر رہا تھا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

جھنگ مجلس کے اجلاس میں شرکت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے مبلغ مولانا غلام حسین مدظلہ پر دو تین ماہ پہلے فالج کا حملہ ہوا اور مولانا بستر علالت پر ہیں تو ان کے حلقہ میں معاون مبلغ کی ضرورت محسوس ہوئی تو مجلس کے مبلغین کے سہ ماہی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مولانا غلام حسین مدظلہ کو معاون مبلغ دیا جائے، چنانچہ جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے فاضل مولانا محمد سلمان معاویہ جو مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان اور مولانا قاضی احسان احمد کراچی کے تربیت یافتہ ہیں کی تقرری کی گئی اور راقم کی ڈیوٹی لگی کہ مبلغ موصوف کا تعارف کرایا جائے۔ چنانچہ ۲۰ر جنوری ساڑھے گیارہ بجے جھنگ مجلس کے رفقاء کا اجلاس جامعہ علوم شرعیہ جھنگ صدر میں مقامی امیر مولانا سیّد مصدوق حسین شاہ مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں قاری محمد افضل امین، مولانا غلام حسین مدظلہ، مولانا ابوبکر مدنی، قاری خلیل احمد سالک، مولانا مفتی محمد رمضان، شیخ مقبول احمدؒ کے فرزندار جمند شیخ محمود، قاری سیّد مصدق حسین شاہ، مولانا عمر دراز، قاری محمد شاہد، مولانا محمد سلمان معاویہ، ماسٹر امجد اقبال ساجد، مولانا محمد سرور و دیگر نے شرکت کی۔

اجلاس میں جھنگ جو تین حصوں پر مشتمل ہے۔ جھنگ صدر مولانا سیّد مصدق حسین شاہ، قاری خلیل احمد سالک، ماسٹر امجد اقبال ساجد تعارف کرائیں گے۔ جھنگ سٹی مولانا محمد سرور، حافظ بشیر احمد تعارف کرائیں گے۔ سیٹلائٹ ٹاؤن قاری محمد افضل تعارف کرائیں گے۔ شرکاء اجلاس نے معاون مبلغ بھیجنے پر مجلس کا شکریہ ادا کیا اور بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ آخر میں شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید فاروقیؒ چوک سرور شہید اور راقم کے فرزندار جمند مولانا ابوبکر صدیقؒ اور دیگر مرحومین کی مغفرت کی دعا کی گئی۔ نیز راقم نے فرزند نعمان شہزاد کی بازیابی کی دعا کی۔

جامع مسجد عربیہ فاروقیہ عارف والا میں خطبہ جمعہ: قیامِ پاکستان کے بعد عربیہ فاروقیہ کا آغاز غلہ منڈی عارف والا میں ہوا، یہاں خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ بھی زیر تعلیم رہے، طلبا کرام کی کثرت کی وجہ سے مدرسہ (اس وقت) شہر سے ہٹ کر وسیع و عریض جگہ پر بنایا گیا۔ جامعہ کا نظم و نسق کی کسی زمانہ میں مولانا لطف اللہ جالندھریؒ برادر مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی کے پاس رہا۔ کچھ عرصہ مولانا عبدالمجید انورؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ علوم شرعیہ بھی منتظمہ میں رہے۔ صوفی محمد علیؒ بھی بارہ سال مہتمم رہے، کچھ عرصہ قاری منیر احمد جالندھری بھی رہے۔ مولانا عبدالوہاب جالندھریؒ نے تقریباً پینتیس، چھتیس سال اہتمام و خطابت سنبھالے رکھی۔ مولانا عبدالوہاب کے بعد ان کے فرزندار جمند مفتی عبیداللہ مہتمم، مولانا عبیدالرحمٰن عارفی، خطیب مقرر ہوئے، دونوں حضرات مل کر نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ اس وقت مدرسہ ۱۲ اساتذہ کرام درجۂ کتب، چار درجہ قرآن مجید میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں، ۲۰۰ طلبا اور ۲۰۰ طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ۲۲ر جنوری جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و عظمت پر دیا۔ عارف والا سے بہاولنگر کا سفر کیا۔ رات کا قیام و آرام اپنے دفتر میں رہا۔ الحمدللہ! بہاولنگر کا دفتر مجلس کا ملکیتی دفتر ہے۔ مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ مبلغ ہیں۔

جامع مسجد مہاجر کالونی میں درس: جامع مسجد مہاجر کالونی کے خطیب مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا فیض احمدؒ رہے۔ ان کے زمانہ میں مسجد چھوٹی سی تھی۔ اب خوبصورت اور جدید تعمیر شدہ لمبی چوڑی مسجد ہے۔ ساتھ ہی تحفیظ القرآن کا ادارہ بھی دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مجلس کے سابق امیر مولانا قاری عبدالغفورؒ کے فرزندار جمند مولانا قاری بارک اللہ امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، ۲۳ر جنوری صبح کی نماز کے بعد راقم کا درس ہوا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام ہارون آباد: مدرسہ کے بانی و مہتمم مولانا صوفی اسلم مدظلہ ہیں۔ بہاولنگر سے فقیر والی آتے ہوئے ظہر کی نماز مدرسہ تعلیم الاسلام ہارون آباد کی مسجد میں ادا کی اور مختصر بیان بھی کیا اور اس سے قبل جامعہ رشیدیہ کے مہتمم مولانا محمد صدیق مدظلہ سے بھی

دعائیں لیں۔

جامعہ قاسم العلوم فقیر والی میں حاضری:

جامعہ کے سرپرست حضرت مولانا محمد قاسم قاسمی مدظلہ کی دعوت پر تین روز کے لئے ۲۳؍جنوری کو عصر سے تھوڑی دیر پہلے حاضری ہوئی۔ جامعہ قاسم العلوم کی بنیاد آپ کے والد محترم مولانا فضل محمدؒ نے ۱۹۳۷ء میں رکھی، مرحوم دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ آپ کا منشا اسے دارالعلوم دیوبند کے اصول وضوابط کے مطابق چلانا تھا، چنانچہ جب مدرسہ کی عمارت معرض وجود میں آئی اور طلبا کی آمد شروع ہوئی تو آپ نے ملک کے جید علماء کرام مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلوی خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا مفتی فاروق احمد انصاری سابق مدرس دارالعلوم دیوبند و جامعہ عباسیہ بہاولپور، اپنے استاذ محترم حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوریؒ تلمیذ رشید شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا عبدالقدیرؒ استاذ محترم امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدرؒ، تلمیذ رشید امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمد نعیم دیوبندیؒ سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند، مولانا ظہور احمد دیوبندی تایا زاد مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ مفتی اعظم پاکستان، مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال کو وقتاً فوقتاً صدارت تدریس کے لئے منتخب کیا۔ ابتداً میں اس کا الحاق دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ دارالعلوم کے مہتمم اس کے سرپرست متصور ہوتے تھے۔ دارالعلوم سے صاحبان علم و فضل آکر اس کے حسابات چیک کرتے۔ آپ نے حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے متعین کردہ آٹھ اصولوں کے مطابق قاسم العلوم کو چلایا۔ آپ اہل حق کی تمام جماعتوں کے خورد وکلاں سے محبت فرماتے، آپ نے جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں بھرپور جدوجہد کی۔ آپ کے مدرسہ کا سالانہ جلسہ اتنا بھرپور ہوتا، ہزاروں کی تعداد میں عوام شریک ہوتے۔ سالانہ جلسہ میں امیر شریعت حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیات رحمہم اللہ تعالیٰ سمیت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چھوٹے، بڑے مبلغین سالانہ جلسہ میں تشریف لاتے رہے، ایسے ہی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، مولانا سیّد نور الحسن بخاریؒ سمیت آپ کے جلسوں میں شرکت فرماتے۔ آپ کا مدرسہ اہل حق کی چھاؤنی شمار ہوتا رہا، آپ کے انتقال کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد قاسم قاسمی مدظلہ آپ کے جانشین اور مدرسہ کے مہتمم قرار پائے۔ اس وقت مولانا محمد قاسم قاسمی کے صاحبزادے مولانا مسعود قاسم قاسمی ادارہ کی تعمیر وترقی کے لئے رات دن ایک کئے ہوئے ہیں۔ مولانا فضل محمدؒ نے جامعہ میں ایک شاندار لائبریری قائم کی، جس میں ہزاروں بڑی چھوٹی کتابیں موجود ہیں، جو اہل تحقیق اور باذوق لوگوں کی راہ تکتی رہتی ہیں۔ الحمدللہ! ۲۳؍جنوری مغرب کے بعد عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان ہوا۔ راقم نے مولانا فضل محمدؒ، مولانا بابو تاج محمد نکودریؒ اور دیگر اساتذہ کرام کو خراج تحسین پیش کیا۔ اگرچہ آج کل وہ آب وتاب تو نہیں، لیکن بنین وبنات میں دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔

جامع مسجد چک مسجد 24/6R: حضرت مولانا محمد قاسم قاسمی مدظلہ نے اس مرتبہ پروگرام مضافاتی چکوک میں رکھے۔ چک مذکور فقیر والی شہر کا حصہ ہے، اس چک میں حضرت مولانا غلام ربانی مدظلہ فاضل دارالعلوم دیوبند، شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ قیام پذیر ہیں۔ حضرت موصوف ایک سو سال کے لگ بھگ ہوں گے۔ ان کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان کی دعائیں لینے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ حضرت مولانا محمد قاسم قاسمی مدظلہ، مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ کی معیت میں ۲۴؍جنوری صبح کی نماز کے بعد تقریباً پون گھنٹہ بیان ہوا۔ جناب محمد بخش خان جوئیہ سابق چیئرمین بلدیہ فقیر والی اسی آباد کے رہائشی تھے۔ ان کی مساعی جمیلہ سے خوبصورت مسجد تعمیر ہوئی۔ جامعہ قاسم العلوم فقیر والی کے فاضل مولانا عبدالجبار اس چک کی مسجد کے امام وخطیب ہیں۔ اسی روز قاسم العلوم فقیر والی میں ظہر کی نماز کے بعد تقریباً پون گھنٹہ مرزا قادیانی کے کذب اور اوصاف نبوت پر بیان ہوا۔ مکی مسجد فقیر والی اہل حق کا قدیمی مرکز ہے، جہاں ۲۵؍جنوری کو صبح کی نماز کے بعد درس وبیان ہوا، جس میں کثیر تعداد میں نمازیوں نے شرکت کی۔

بار ایسوسی ایشن ہارون آباد سے خطاب:

مولانا محمد قاسم قاسمی مدظلہ کی مساعی جمیلہ سے بار

ایسوسی ایشن ہارون آباد میں ۲۵؍جنوری ۲۰۲۱ء ساڑھے گیارہ بجے تا سوا بارہ بجے وکلا سے خطاب کا موقع ملا۔ راقم نے تحریک ختم نبوت اور عقیدۂ ناموس رسالت کے لئے قربانیوں پر روشنی ڈالی۔ راقم نے ۱۹۷۴ء کی تحریک میں اسمبلی میں امت مسلمہ کی نمائندگی کرنے والے یحییٰ بختیار کا تذکرہ کیا جو اس وقت اٹارنی جنرل وکیل تھا۔ رشید مرتضیٰ قریشی، محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ ہیں، جنہوں نے ختم نبوت کے بہت سے کیسوں میں وکالت کا حق ادا کیا۔ امتناع قادیانیت آرڈی ننس کے خلاف قادیانیوں کی ہائی کورٹ میں دائر پٹیشنوں کی دھجیاں بکھیرنے والے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ نذیر احمد غازی وکیل ہیں۔ یوسف کذاب کیس میں مفت خدمات سرانجام دینے والا غلام مصطفیٰ چوہدری وکیل ہے۔ راقم نے وکلاء سے عرض کیا کہ مسلم قادیانی تنازعات میں تمام قادیانی وکیل پیش پیش ہوتے ہیں، لیکن مسلمانوں کی طرف سے وہی وکیل پیش ہوتے ہیں، جنہیں فیس دے کر وکیل رکھا گیا ہو۔ راقم نے استدعا کی کہ تمام ایسے کیسز میں پیش ہونا آپ کا اخلاقی فرض بنتا ہے۔ آپ کو وکیل رکھا گیا ہو یا نہ رکھا گیا ہو۔ وکلاء نے وعدہ کیا کہ آئندہ ایسے کیسوں میں اپنی بخشش کے لئے پیش ہوں گے۔ علماء کرام کی نمائندگی جامعہ قاسم العلوم فقیروالی کے سرپرست مولانا محمد قاسم قاسمی مدظلہ مہتمم، مولانا مسعود قاسم سلمہ اور مولانا محمد قاسم رحمانی نے کی۔

حافظ عبدالخالقؒ کے علاقہ میں: حافظ عبدالخالقؒ ہمارے استاذ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیقؒ جامعہ خیرالمدارس ملتان کے داماد، قاری محمد ابراہیمؒ جامعہ طیبہ فیصل آباد کے شاگرد رشید تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ احیاء العلوم ماموں کانجن میں حاصل کی۔ قرآن پاک کا کچھ حصہ حفظ کیا، گردان استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد ابراہیمؒ بانی جامعہ طیبہ فیصل آباد گلبرگ سے کی۔ کتابیں مکمل نہ پڑھ سکے۔ دعوت وتبلیغ میں وقت لگایا۔ اس سے بیان کرنے کی قدرت ہوگئی۔ مدرسہ احیاء العلوم ماموں کانجن کے بانی حضرت حافظ حسام الدینؒ تھے۔ ہر سال اپنے مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور ختم نبوت کے مبلغین کو بلاتے۔ حافظ جی نے ایک واقعہ سنایا کہ میں ماموں کانجن پڑھتا تھا کہ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ تشریف لائے اور مولانا جالندھریؒ کی خدمت کے لئے مہتمم صاحب نے میری ڈیوٹی لگائی تو میں مولانا کی مٹھی چاپی کرنے لگا تو مولانا نے پنجابی زبان میں فرمایا کہ ”ہتھ تے آرائیں دے لگدے نے“... ہاتھ تو آرائیں کے لگتے ہیں... میں نے عرض کیا کہ میں فقیروالی چک نمبر 132 بنگلہ یتیم والا کے فلاں چوہدری کا بیٹا ہوں۔ حضرت مہتمم صاحب نے خربوزے منگوائے، میں نے کاٹ کر پیش کئے تو مولانا نے فرمایا کہ خربوزے تو میٹھے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم اور پیدا کرلیتے ہیں۔ فرمایا کہ تو عبدالخالق ہے۔ خالق بننے کی کوشش نہ کر۔ خوبصورت آواز تھی جب میرے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھتے تو میں جناب خان محمد کمترؒ شاعر تنظیم اہلسنت کی کوئی نعت یا نظم کا پہلا مصرعہ پڑھتا تو حافظ جی پوری نعت ونظم سنادیتے۔ کئی سال تک مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور کے خطیب رہے، اپنے مدرسہ، دعوت وتبلیغ اور گھریلو مصروفیات کی وجہ سے چھٹیاں بہت کرتے تو راقم نے رجسٹر حاضری مدرسین منگوایا اور اس پر حاضریاں لگانے لگا۔ جامعہ قاسم العلوم فقیروالی کے مہتمم مولانا محمد قاسم قاسمی مدظلہ تشریف لائے ہوئے تھے، تو ان کے ساتھ فقیروالی جانے کا پروگرام بنالیا۔ راقم صبح کی نماز کا وضو کررہا تھا کہ تشریف لائے اور فرمانے لگے: مولوی صاحب جی! بندہ نے عرض کیا: جی! آپ آئندہ میری غیرحاضری نہیں لگائیں گے، میں نے کہا: ٹھیک ہے غیرحاضری نہیں۔ حاضری تو لگالیا کروں؟ کہنے لگے کہ حاضری بھی نہیں لگائیں گے۔ ہنس مکھ شگفتہ مزاج تھے، جب ملاقات ہوتی ہنستے ہوئے ملتے، شوگر کے مریض چلے آرہے تھے۔ فالج کا حملہ بھی ہوا اور یہ ہنستا ہوا انسان ۱۳؍جولائی ۲۰۱۹ء کو دنیا فانی سے کوچ کرگیا۔ راقم نہ تو جنازہ میں شریک ہوسکا اور نہ ہی تعزیت مسنونہ جو تین دن تک ہوتی ہے کرسکا۔ آج ۲۴؍جنوری کو فقیروالی سے ان کے چک میں گیا۔ ان کے سب سے چھوٹے بیٹے جنیدالحسن سے الحافظ کلاتھ ہاؤس چک نمبر ۱۳۲ کے اڈے پر ملاقات ہوئی۔ ان سے کافی دیر گفتگو ہوتی رہی۔ اس حاضری میں بھی جامعہ قاسم العلوم فقیروالی کے سرپرست اعلیٰ مولانا محمد قاسم قاسمی مدظلہ اور اپنے ضلعی مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی کی معیت ورفاقت حاصل رہی۔ اللہ پاک مبلغین ختم نبوت کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔ ☆☆

فرزندی نعمان شہزاد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عزیزی نعمان شہزاد کی ولادت یکم فروری ۱۹۹۵ء کو ہوئی۔ دو تین سال عمر ہوگی کہ راقم شجاع آباد سے لاہور روانہ ہونے لگا۔ نعمان کو شدید بخار تھا، کسی نے کہا کہ نعمان ابو جا رہے ہیں، تو سخت ترین بخار کے عالم میں راقم کے پیچھے دوڑا، ہوا لگنے کی وجہ سے دماغ پر فالج کا اٹیک ہوا، دایاں بازو اور ٹانگ متاثر ہوئے۔ لاہور ساتھ لے گیا، وہاں ایک سینئر ڈاکٹر کو دکھلایا۔ اس نے مرگی تشخیص کی۔ علاج معالجہ شروع ہوا، لیکن مرگی مستقل رفیق زندگی بن گئی۔ ملتان، بہاولپور کے معالجین کو بھی چیک کرایا، لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مدرسہ، اسکول آتا جاتا رہا، لیکن بیماری مستقل روگ بن گئی۔ خواندہ نخواندہ یکساں ہوگیا۔ مدرسہ میں نورانی قاعدہ اور آخری پارہ کی چند سورتیں یاد کیں، تعلیم کا سلسلہ آگے نہ چل سکا، لیکن بچپن میں ہی نماز کی عادت پڑ گئی، جوان ہوا، مرگی نے جان نہ چھوڑی، یومیہ کئی کئی دورے پڑنے لگے۔ ٹیرل یا ٹیگرال یومیہ پانچ تجویز ہوئیں، دو صبح، ایک دوپہر، دو شام دورہ بعض اوقات اتنا سخت ہوتا کہ چھوٹا پیشاب خطا ہو جاتا۔ مدرسہ کے ناظم جو مرحوم کے بڑے بھائی مولانا ابوبکر صدیقؒ تھے وہ اسے روکتے، لیکن وہ نماز باجماعت کے لئے ضد کرتا، نماز فجر کی اذان ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہوتا۔ دروازے کا تالا کھولتا، موسم کتنا ہی سرد ہوتا وہ نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی کوشش کرتا۔ اگر بیماری کی وجہ سے کوئی نماز قضا ہو جاتی تو اگلی نماز کے ساتھ قضا کرتا۔ گزشتہ سالوں میں رمضان المبارک سخت دنوں میں رہا، سخت ترین گرمی کے باوجود روزہ نہ چھوڑتا، اگر اس کی صحت کی وجہ اسے صبح نہیں اٹھایا گیا تو روزہ کی نیت کر لی اور روزہ مکمل کیا۔ عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت بن گئی، پھر گھر جا کر اپنے کمرہ میں مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھنا شروع کر دیتا۔ نماز انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتا اور عشاء کی سترہ رکعتیں پڑھے بغیر نہ سوتا۔

ماہ دسمبر ۱۲، ۱۳/ ۲۰۲۰ء کی درمیانی شب بندہ کے فرزند ارجمند قاری علی حیدر سلمہ جو لاہور اقرأ روضۃ الاطفال میں ملازم ہیں۔ ان کے بیٹے حسین ابن علی کی آنتوں کا آپریشن ہوا جو چھ گھنٹہ تک جاری رہا، صبح جب ام نعمان کو اپنے پوتے کی بیماری اور آپریشن کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے ایک اور بیٹے سلمان کے ساتھ لاہور کا سفر شروع کیا، نعمان کو کہا کہ میں صرف ایک دن کے لئے جا رہی ہوں، ایک روز بعد واپس آجاؤں گی، اس نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ جائیں۔ اگلے دن کسی نے اس معذور کو کہا کہ تیری اماں لاہور چلی گئی تو نعمان نے ایک شاپر میں ایک سوٹ ڈالا اور لاہور کے لئے جانے کا ارادہ کر لیا۔ نعمان کے چچا ڈاکٹر محمد اسحاق، مدرسہ کے استاذ قاری محمد ہاشم، نعمان کے چھوٹے بھائی احسان احمد نے اسے روکنے کی کوشش کی، لیکن وہ سفر کے لئے بضد رہا۔ احسان نے اس کا شاپر چھیننے کی کوشش کی تو اسے کہا کہ میں تیری بیٹی کو اینٹ ماردوں گا تو وہ ڈر گیا، قاری صاحب نے دور تک اس کے پیچھے ایک لڑکا دوڑایا، لیکن بضد رہا اور رکشہ پر بیٹھ گیا، اس کے پاس جیب خرچ والی رقم محفوظ ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جاتے ہوئے اس نے اپنی جیب میں کتنے پیسے رکھے؟ راقم سندھ کے سفر پر تھا کہ عزیزی قاری ابوبکر صدیقؒ کی علالت کی اطلاع ہوئی۔ راقم سندھ کا سفر نامکمل چھوڑ کر واپس آ گیا اور ابوبکر کو نشتر ہسپتال میں داخل کرایا گیا، ہم اس کی بیماری اور تیمارداری میں مصروف ہوگئے کہ ابوبکر صدیقؒ نے ۲۰/ دسمبر ۲۰۲۰ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ پانچ چھ دن مہمانوں کی مسلسل آمد ورفت رہی۔ جب مہمانوں سے فارغ ہوئے تو بندہ نے لاہور کا رخ کیا اور دس دن تک راقم اور عزیزی قاری علی حیدر اور ان کے فرزند حسن ہمارے ایک عزیز قاری عبدالرحمٰن نے اسے تلاش کرنا شروع کیا۔ سارا دن اسے لاری اڈا بادامی باغ، سیدنا علی ہجویریؒ المعروف داتا گنج بخش کے مزار، اسٹیشن پر اس کو تلاش کرنا شروع کیا، اتنے میں میرے بھانجے اور داماد قاری محمد بلال مکی سلمہ بھی چار پانچ دن کے لئے لاہور تشریف لے آئے۔ شجاع آباد بس کے کنڈیکٹر کو تصویر دکھلائی اس نے کہا کہ دو چار روز پہلے یہ معذور آیا اور اس نے کہا کہ میں نے شجاع آباد جانا ہے، لیکن میرے پاس کرایہ نہیں ہے، اتنے میں کچھ سواریاں آگئیں اور میں ادھر مصروف ہوگیا، معلوم نہیں کہ یہ معذور کہاں گیا اور ایسے ہی کچھ شواہد ملے تو ہم اسے تلاش کرتے رہے ”صاحب القرض مجنون“ ضرورت مند آدمی دیوانہ ہوتا ہے۔ کئی ایک عامل ہمیں اِدھر اُدھر پھراتے رہے، لیکن اللہ پاک کو یوں ہی منظور تھا۔ قاری علی حیدر سلمہ کا بیٹا حسین جس وارڈ میں تھا، اس کے چند گز کے فاصلہ پر سردخانہ ہے

ادھر کسی کی توجہ نہ گئی۔ عزیزی نعمان کی میت ۳؍جنوری ۲۰۲۱ء کو سرد خانہ میں لائی گئی، جب کہ حسین کی ہسپتال سے ۹؍جنوری کو چھٹی ہوئی۔ ۲۳؍جنوری تک میت سرد خانہ میں رہی، پھر سرد خانہ سے متعلقہ تھانہ واپس کی گئی۔ الفاروق ٹرسٹ نے کفن مہیا کیا، ۲۳؍جنوری کو لاوارث سمجھ کر دفنا دی گئی:

اس لئے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے
جب آشیاں بنے کوئی آگ لگادے

راقم تھک ہار کر ۱۰؍جنوری کو ملتان واپس آ گیا۔ سیٹلائٹ کے ذریعہ بھی ملتان کی نشاندہی کی گئی، ہم ملتان تلاش کرتے رہے، کبھی یہ خیال آتا کہ کسی بھکاری گروپ کے ہتھے نہ چڑھ گیا ہو، کبھی کوئی خیال آتا، کبھی کوئی خیال۔ ۳؍فروری کو راقم سرائے نورنگ لکی مروت خیبر پختونخواہ میں تھا کہ برخوردارم قاری علی حیدر سلمہ نے ایک تصویر ارسال کی کہ یہ تصویر میں نے میو ہسپتال کے سرد خانہ سے لی ہے تو وہ عزیزم کی تھی۔ میں نے انہیں متعلقہ تھانہ سے رابطہ کی ہدایت کی۔ نیز برادرزادہ مولانا ثناء اللہ سعد، لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم کو کہا کہ آپ تھانہ جاکر تصویر کا تقابل کریں تو وہی تصویر تھی۔ قبر کشائی کے لئے وکلاء، ڈاکٹرز، علماء کرام سے مشورہ کیا تو تینوں طبقات نے کہا کہ کئی دن پہلے تدفین ہوئی ہے۔ واللہ اعلم میت کس پوزیشن میں ہو۔ اس لئے اسے سپرد خدا کیا جائے۔ چنانچہ راقم سرائے نورنگ لکی مروت سے سفر کر کے رات کو لاہور پہنچا۔ صبح کی نماز کے بعد قاری علی حیدر سلمہ کی معیت میں قبرستان گئے اور عزیزم نعمان شہزادؒ کی قبر کو دیکھا، فاتحہ پڑھی اور دعائے مغفرت کرنے کے بعد ملتان شجاع آباد کے لئے سفر کیا۔ ظہر کی نماز سے قبل پُرنم آنکھوں سے برادری نے استقبال کیا۔ ۲۰؍دسمبر ۲۰۲۰ء کو مولانا قاری ابوبکر صدیق نور اللہ مرقدہ کو سپرد خاک کیا گیا، جبکہ ۲۳؍جنوری ۲۰۲۱ء کو عزیزی نعمان شہزادؒ رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اس طرح ایک ماہ کے اندر دو نوجوان بیٹوں سے محروم ہونا پڑا۔ اللہ پاک دونوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں۔

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کف دست ساقی چھلک پڑا
رہیں دل کی دل ہی میں حسرتیں کہ نشان قضا نے مٹا دیا

حافظ قاری محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ ملتان کی وفات

حافظ قاری محمد عثمانؒ جمعیت علماء اسلام کے جیالے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت متوالے تھے۔ عرصہ دراز تک جامع مسجد مائی بھولی ملتان کے امام وخطیب رہے۔ مرحوم دبنگ قسم کے انسان اور بہادر عالم دین تھے۔ عرصہ چالیس سال سے ان سے یاداللہ رہی ہے، جب بھی ملتے تو فرماتے کہ میری مسجد ختم نبوت کا مرکز ہے۔ جب چاہیں تشریف لائیں اجازت واطلاع کی بھی ضرورت نہیں۔ ان سے آخری ملاقات پی ڈی ایم ملتان کے جلسہ کے موقع پر ہوئی۔ دفتر مرکز یہ تشریف لائے اور کافی دیر بیٹھے رہے۔

ختم نبوت کے پروگراموں میں پیش پیش رہتے۔ ملتان میں گزشتہ دور میں کوئی مستقل مبلغ نہیں رہا۔ اس لئے مالی امداد ملتان سے نہ ہونے کے برابر رہی ہے، چونکہ ان کی مسجد لوہار مارکیٹ کی مسجد ہے۔ لوہے کے تاجر رمضان المبارک میں مجلس کے فنڈ میں حصہ ملاتے ہیں تو مسجد میں اپیل قاری محمد عثمانؒ خود فرماتے اور احباب کو خوب ترغیب دیتے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر بھی ان کے علاقہ میں مجلس کے لئے قربانی کی کھالوں کا کیمپ لگتا، اس کی بھی نگرانی فرماتے۔ جمعیت علماء اسلام اور مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کے عاشق صادق تھے۔ موصوف جامعہ قاسم العلوم ملتان کے فاضل اور مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے شاگردوں میں سے تھے، جبکہ قرآن پاک امام القراء حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ سے پڑھا۔

۲۴؍جنوری ۱۹۵۰ء کو پیدا ہوئے اور ۱۶؍جنوری ۲۰۲۱ء کو انتقال فرمایا۔ ۱۶؍جنوری کو ایک محفل میں شرکت کی، جس کا انعقاد قاری عبدالرحمٰن رحیمی خطیب جامع مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان کی مساعی جمیلہ سے ہوا۔ تلاوت کے بعد جناب احمد رشید نے نعت پڑھی۔ مولانا عبدالحنان صدیقی کا بیان ہونا تھا کہ دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ساری زندگی اعلائے کلمۃ اللہ میں گزاری اور اللہ پاک نے حُسن خاتمہ سے سرفراز فرمایا۔ رات کے دس بجے تقریباً انتقال ہوا، اگلے دن جامعہ خیر المدارس ملتان میں مہتمم جامعہ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی اقتداً میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں حفاظ، قراء، علماء کرام سمیت ہزاروں مسلمان شریک ہوئے، اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

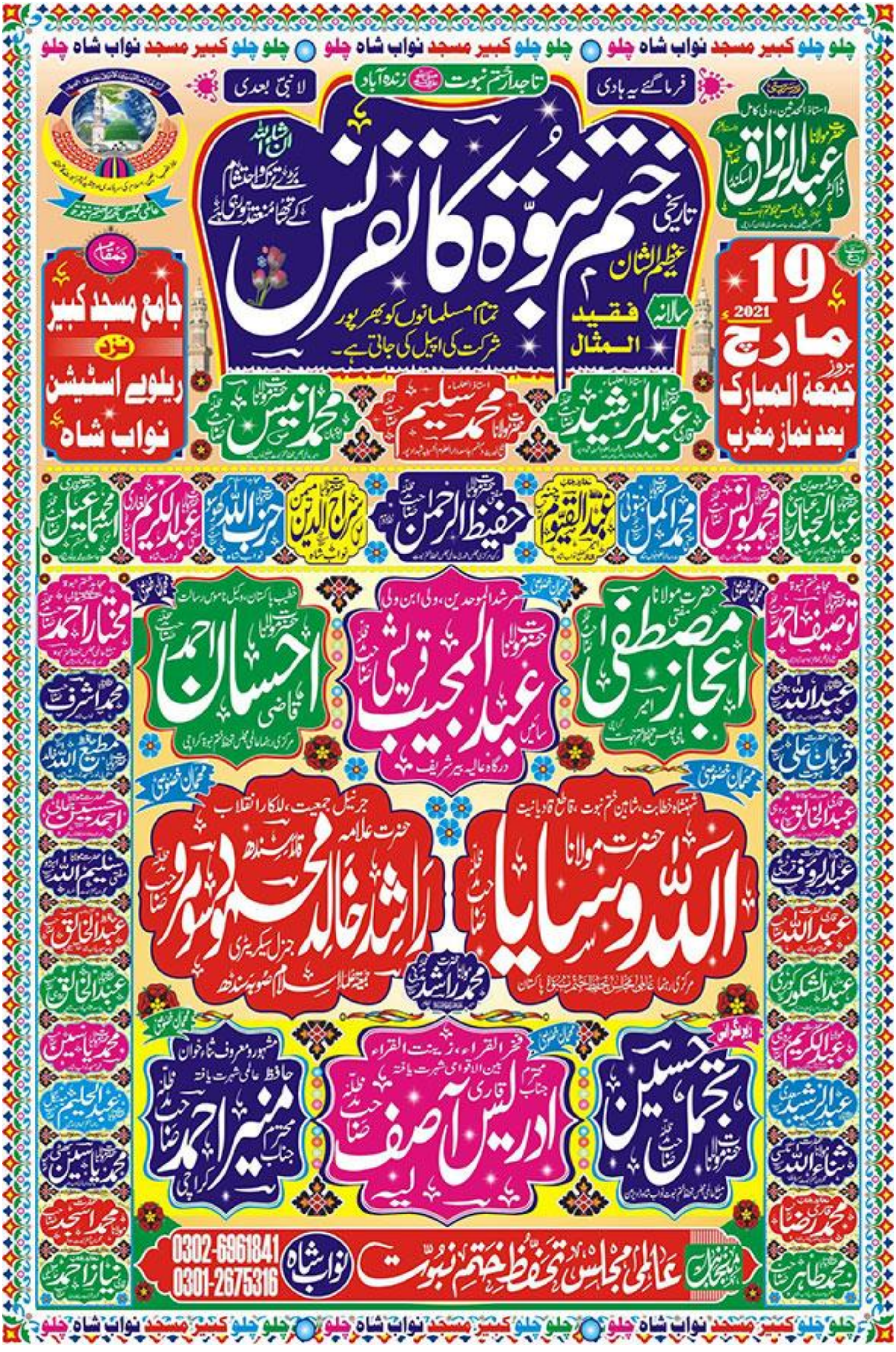

چلو چلو کبیر مسجد نواب شاہ چلو
تاجدار ختم نبوت ﷺ زندہ آباد
لا نبی بعدی
فرما گئے یہ ہادی
تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس
سالانہ
فقید المثال
ان شاء اللہ
تمام مسلمانوں کو بھرپور شرکت کی اپیل کی جاتی ہے۔
جامع مسجد کبیر
نزد
ریلوے اسٹیشن نواب شاہ
بمقام
19 2021 مارچ
بروز جمعۃ المبارک
بعد نماز مغرب
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
محمد انیس
محمد سلیم
عبدالرشید
عبدالجبار
محمد یونس
محمد اکمل
عبدالقیوم
حفیظ الرحمن
سراج الدین
حزب اللہ
عبدالکریم
محمد اسماعیل
توصیف احمد
اعجاز مصطفی
عبدالمجیب قریشی
احسان احمد
مختار احمد
اللہ وسایا
راشد خالد محمود سومرو
محمد راشد
تجمل حسین
ادریس آصف
منیر احمد
عبداللہ
محمد اشرف
قربان علی
مطیع اللہ
عبدالخالق
احمد حسین
عبدالرؤف
سلیم اللہ
عبدالشکور
عبدالکریم
محمد یاسین
عبدالرشید
عبدالحلیم
ثناء اللہ
محمد یاسین
محمد رضا
محمد اسعد
محمد طاہر
نیاز احمد
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
نواب شاہ
0302-6961841
0301-2675316